سرکاری رپورٹ

پندرہواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 5 اگست 1996ء بمطابق 19 ربیع الاول 1417 ہجری

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۴
۲۔	چیئر مینوں کے پینل کا اعلان	۵
۳۔	رخصت کی درخواستیں	۵
۴۔	سانحہ آواران پر بحث اور معزز اراکین کی تقاریر	۶
۵۔	اسپیکر صاحب کا حکم نامہ	

جلد پندرہواں

شمارہ اول

(الف)

1- جناب اسپیکر __________ عبدالوحید بلوچ

2- جناب ڈپٹی اسپیکر ______ ارجن داس بگٹی

1- سیکریٹری اسمبلی ________ اختر حسین خاں

2- جوائنٹ سیکریٹری (قانون) _____ عبدالفتاح کھوسہ

صوبائی کابینہ کے ارکان (ب)

۱۔	نواب ذوالفقار علی مگسی	پی بی ۲۶ جھل مگسی	وزیر اعلیٰ
۲۔	جام محمد یوسف	پی بی ۳۴ لسبیلہ	سینئر وزیر
۳۔	شیخ جعفر خان مندوخیل	پی بی ۱۴ اژوب	وزیر خزانہ
۴۔	میر عبدالنبی جمالی	پی بی ۲۰ جعفر آبادI	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
۵۔	ملک گل زمان کاسی	پی بی ۲ کوئٹہ II	وزیر ترقیات و منصوبہ بندی
۶۔	میر عبدالمجید بزنجو	پی بی ۳۲ آواران	وزیر لائیو اسٹاک
۷۔	ملک محمد شاہ مردانزئی	پی بی ۱۳ اژوب قلعہ سیف اللہ	وزیر حج و اوقاف زکوۃ
۸۔	ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ	پی بی ۳۷ تربت I	وزیر تعلیم
۹۔	مسٹر محمد ایوب بلیدی	پی بی ۳۸ تربت II	وزیر مال / ایکسائز
۱۰۔	مسٹر محمد اکرم بلوچ	پی بی ۳۹ تربت III	وزیر اطلاعات کھیل و ثقافت
۱۱۔	مسٹر کچکول علی بلوچ	پی بی ۳۶ پنجگور	وزیر ماہی گیری
۱۲۔	مسٹر عبدالحمید خان اچکزئی	پی بی ۹ قلعہ عبداللہ II	وزیر آبپاشی و ترقیات
۱۳۔	ڈاکٹر کلیم اللہ	پی بی ۱ کوئٹہ I	ایس اینڈ جی اے ڈی و قانون
۱۴۔	مسٹر عبیداللہ بابت	پی بی ۱۱، لورالائی	وزیر جیل خانہ جات
۱۵۔	مسٹر عبدالقہار ودان	پی بی ۸، قلعہ عبداللہ I	وزیر جنگلات
۱۶۔	سردار ثناء اللہ زہری	پی بی ۳۰، خضدار I	وزیر بلدیات
۱۷۔	میر اسرار اللہ زہری	پی بی ۲۹ قلات	وزیر زراعت
۱۸۔	حاجی میر لشکری خان رئیسانی	پی بی ۲۴ بولان I	وزیر انڈسٹریز معدنیات
۱۹۔	نوابزادہ گزین خان مری	پی بی ۱۸ کوہلو	وزیر داخلہ
۲۰۔	نوابزادہ جنگیز خان مری	پی بی ۱۶ سبی	مواصلات و تعمیرات
۲۱۔	میر خان محمد خان جمالی	پی بی ۲۱ جعفر آباد II	وزیر خوراک
۲۲۔	سردار نواب خان ترین	پی بی ۱۷ سبی / زیارت	وزیر بیاڈواسا
۲۳۔	سردار محمد طاہر خان لونی	پی بی ۱۰ لورالائی I	وزیر صحت

۲۴۔	مسٹر طارق محمود کھیتران	پی بی ۱۲ بارکھان	وزیر خاندانی منصوبہ بندی
۲۵۔	مسٹر سعید احمد ہاشمی	پی بی ۳ کوئٹہ III	مشیر وزیر اعلیٰ
۲۶۔	ملک محمد سرور خان کاکڑ	پی بی ۷ پشین II	وزیر بے محکمہ
۲۷۔	عبدالوحید بلوچ	پی بی ۴ کوئٹہ IV	اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی
۲۸۔	ارجنداس بگٹی	ہندو اقلیت	ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی

اراکین اسمبلی

۲۹۔	حاجی سخی دوست محمد	پی بی ۵ چاغی
۳۰۔	مولانا سید عبدالباری	پی بی ۶ پشین I
۳۱۔	مولانا عبدالواسع	پی بی ۱۵ قلعہ سیف اللہ
۳۲۔	نوابزادہ سلیم اکبر بگٹی	پی بی ۱۹ ڈیرہ بگٹی
۳۳۔	ظہور حسین خان کھوسہ	پی بی ۲۲ جعفر آباد / نصیر آباد
۳۴۔	مسٹر محمد صادق عمرانی	پی بی ۲۳ نصیر آباد
۳۵۔	سردار میر چاکر خان ڈومکی	پی بی ۲۵ بولان II
۳۶۔	نواب عبدالرحیم شاہوانی	پی بی ۲۷ مستونگ
۳۷۔	مولانا محمد عطاء اللہ	پی بی ۲۸ قلات / مستونگ
۳۸۔	مسٹر محمد اختر مینگل	پی بی ۳۱ خضدار II
۳۹۔	سردار محمد حسین	پی بی ۳۳ خاران
۴۰۔	سردار محمد صالح خان بھوتانی	پی بی ۳۵ لسبیلہ II
۴۱۔	سید شیر جان	پی بی ۴۰ گوادر
۴۲۔	مسٹر شوکت ناز مسیح	عیسائی
۴۳۔	مسٹر ستر ام سنگھ	سکھ پارسی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 5 اگست 1996ء بمطابق 19 ربیع الاول 1417 ہجری

(بروز سوموار)

زیر صدارت جناب عبدالوحید بلوچ۔ اسپیکر

بوقت گیارہ بجکر پچیس منٹ (دن) بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
الٓمٓ ہ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتَابِ الْحَكِيْمِ ہ هُدًى وَّرَحْمَةً
لِّلْمُحْسِنِيْنَ ہ اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ہ
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ.

ترجمہ :- یہ اسی کتاب یعنی قرآن' کی آیتیں ہیں۔ جس میں حکمت و دانش کی باتیں ہیں۔ نیکوں کار جو نماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں۔ اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ ان کے لیئے یہ آیتیں موجب ہدایت اور رحمت ہیں۔

جناب وحید بلوچ (اسپیکر) : اب سیکریٹری اسمبلی چیئرمینوں کے پینل کا اعلان کریں گے۔

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : بلوچستان اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ 13 کے تحت اسپیکر صاحب نے حسب ذیل اراکین کو علی الترتیب صدر نشین مقرر کیا ہے۔

(1) جناب شوکت بشیر مسیح

(2) میر ظہور حسین خان کھوسہ

(3) مولانا عبدالواسع

(4) نواب عبدالرحیم خان شاہوانی

جناب اسپیکر : رخصت کی اگر کوئی درخواست ہو تو سیکریٹری اسمبلی پڑھیں۔

سیکریٹری اسمبلی : رخصت کی درخواستیں

اختر حسین خاں (سیکریٹری اسمبلی) : میر طارق محمود کھیتوان صاحب ضلع بارکھان کے دورے پر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کوئٹہ سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکریٹری اسمبلی : نوابزادہ لشکری خان رئیسانی صوبائی وزیر صنعت ملک سے

باہر تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب اسپیکر : اب ایوان کی کارروائی ایوان کے سامنے جو اس وقت موضوع زیر بحث ہے سانحہ آواران اس پر جو معزز وزراء اور اراکین بحث کرنا چاہتے ہیں وہ باری باری تقریر کریں گے۔ اب میں جناب سردار محمد اختر مینگل کو تقریر کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

سردار محمد اختر مینگل (قائد حزب اختلاف) : جناب اسپیکر سانحہ آواران کے سلسلے میں سب سے پہلے تو ممبران اسمبلی کا تہ دل سے شکرگزار ہوں آج ریکویئزیشن کے حوالے سے جو اجلاس بلایا گیا۔ انہوں نے اس سلسلے میں اپنے دستخطوں سے ان کے تعاون سے یہ آج کا اجلاس بلوایا گیا۔ جناب اسپیکر سانحہ آواران میں سمجھتا ہوں یہاں کے لوگوں کے لئے بلوچستان کے بسنے والے عوام کے لئے کوئی نیا واقعہ نہیں ہے نہ ہم اس واقعہ سے پریشان ہوئے ہیں جتنا کہ ایک آزاد قوم کو پریشان ہونا چاہئے۔ ایک غلام قوم کو اس سے زیادہ بدترین یا خراب دن بھی دیکھنے پڑتے ہیں یہ قوم بھی ان غلام قوموں کا حصہ سمجھیں یا وہ بھی ایک غلام قوم ہے اس سے پہلے بھی اکثر واقعات ہوتے رہے ہیں کبھی تو فوجی آپریشن کے تحت بلوچستان میں کارروائیاں ہوتی گئی ہیں لوگوں کا قتل عام کیا گیا ہے۔ جمہوری دور بھی گزرے ہیں ان لوگوں نے جو جمہوریت کے دعوی دار ہیں یا جو ہر وقت جمہوریت کا جھنڈا لے کر دعوی کرتے رہتے ہیں ان کے دور میں بھی ان حرکتوں سے یا ان کے ان کرتوتوں سے بلوچستان کے عوام کو کبھی معاف نہیں کیا گیا۔ مارشل لاء دور میں تقریباً" ہر علاقے میں ہر جگہ ظلم اور زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔ مگر زیادتیوں کے حوالے سے بلوچستان سرفہرست رہا ہے

جمہوری دور بھی گزرا ہے۔ اگر یہاں جناب فوجیوں کی بندوقیں نہیں چلی ہیں تو ہمارے جمہوریت کے دعوے داروں کی ہمارے جمہوریت کے ذریعے سے اقتدار میں آنے والوں کی پالے ہوئے ان بیوروکریسی کی یا عوام کے ان تنخواہ خور پولیس یا لیویز کے وہ یہ کارروائیاں جو مارشل لاء کے دور میں ہوتی رہی ہیں جناب اسپیکر وہ یہ کارروائیاں جمہوریت کے دور میں بھی ہوتی رہی ہیں مارشل لاء کے دور میں مشکے کا واقعہ 94-1993ء کے درمیان جہاں معصوم طالب علموں کو ایک تحصیل دار اور نائب تحصیل دار کے کہنے پر بیچ بازار شہید کر دیا گیا تھا پھر جناب اسپیکر 1986ء کے دوران جس وقت ایک ڈکٹیٹر کی لائی ہوئی جمہوریت کا دور تھا جو اپنے آپ کو اسلام کا دعوے دار کہتا تھا اس کے دوران جیونی میں پانی اور بجلی کے مسئلے پر معصوم شہریوں کا قتل عام کیا گیا معصوم بچی کا قتل عام کیا گیا ایک عورت کا قتل عام کیا گیا۔ ایک نوجوان کو پانی مانگنے کے گناہ میں قتل کر دیا گیا جناب اسپیکر آج اگر آواران میں یہ واقعہ ہوا ہے یہ بھی ان واقعات کی ایک کڑی ہے وہ زنجیریں جو ہماری گردنوں میں غلامی کی پہنائی گئی ہیں یہ ہمیں احساس دلانے کے لئے کہ ہم اس بات پر مجبور ہو جائیں کہ ہمیں یہ احساس ہو کہ ہم اس ملک میں ایک غلام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مگر مجبور ہیں بد قسمتی ہماری یہ ہے کہ حاکم کی اتنی زیادتیوں کے باوجود آج تک ہم میں یہ احساس پیدا نہیں ہو رہا کہ ہم ایک غلام قوم ہیں اس سے بد تر تو کوئی غلام قوم سے اور حرکتیں نہیں کر سکتا۔ جو حالات پیدا کئے جا رہے ہیں آواران کا مسئلہ کوئی آزادی کی تحریک نہیں یہ صرف پچاس بیڈ ہسپتال کا مسئلہ تھا جس کے ذریعے وہاں کے مقامی لوگوں کی یہ ڈیمانڈ تھی کہ ہسپتال کو وہیں پر بنایا جائے جہاں پر لوگوں کی ضرورت ہے۔ مگر وہاں کی انتظامیہ اور وہاں کے ایم پی اے صاحب اور اس کے حواری اس کے ساتھیوں نے مل کر یہ سازش کی کہ ہسپتال کو کسی ایسی جگہ منتقل کیا جائے جہاں کل کے دن آپ کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر منتقل ہو۔ انتظامیہ کی تمام بلڈنگیں وہاں پر قائم ہوں کالج جو بنایا جا رہا وہ بھی کلی بیدی کے مقام پر قائم کیا

جائے بیدی اور آواران جو ابھی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر بنا ہے جہاں پر ڈپٹی کمشنر بیٹھا ہے جہاں پر لیویز تھانہ ہے جہاں پر آپ کا بازار ہے بیدی سارونا کے درمیان کم از کم پانچ کلو میٹر کا فاصلہ ہے۔ اس کے درمیان سے ایک ندی بھی گزرتی ہے جناب ان لوگوں کا یہی مطالبہ تھا جو شہید کئے گئے ہیں اور جو آج تک قید ہیں کہ ہسپتال کو شہر کے اندر بنایا جائے مگر ہسپتال کو ادھر منتقل کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہاں کی زمین کی قیمت بڑھے۔ جب وہاں کی زمین کی قیمت بڑھے گی۔

جب وہاں کی زمین کی قیمت بڑھے گی تو اس سے فائدہ ان لوگوں کا ہوگا جو وہاں پر زمین کے مالک ہیں اس احتجاج کے حوالے سے وہاں کے مقامی معزز معتبرین نے ڈپٹی کمشنر کو ایک یادداشت پیش کی ہیں آپ مہربان کریں کہ اس کام کو چند دنوں کے لئے روک لیں۔ ہم جاکر کوئٹہ وزیر اعلیٰ یا گورنر سے ملاقات کرکے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں جناب اسپیکر ڈپٹی کمشنر نے یہ کہہ کر ان کی اس یادداشت کو ٹھکرا دیا کہ میں جہاں چاہوں جس جگہ پر چاہوں اور جب چاہوں ہسپتال بنا سکتا ہوں آپ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے۔ اس کے نتیجہ میں جناب اسپیکر سننے میں آتا ہے کہ یہ ایک جمہوری دور ہے اس جمہوری دور سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے ایک احتجاج کیا بازار میں جلسہ کیا اس میں مختلف پارٹیوں کے لوگ شامل تھے۔ مختلف طبقہ فکر کے لوگ شامل تھے۔ احتجاج کے طور پر انہوں نے تقریریں کیں ایسا ہر جگہ پر ہوتا ہے کل اسلام آباد میں وزیر اعظم کے خلاف تقریریں کیں ایسا ہر جگہ پر ہوتا ہے کل اسلام آباد میں وزیراعظم کے خلاف تقریریں ہوئی تھیں اسمبلی کے اندر وزیر اعلیٰ کے خلاف تقریریں ہوئی ہیں۔ جناب اسپیکر مگر ہمارے آواران کے ڈپٹی کمشنر کو برداشت نہ ہوا اسی جلسے کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے لوگوں کے گھروں پر raid کرنا شروع کیا رات کے بارہ بجے سے لے کر رات کے تین بجے تک لوگوں کے مختلف گھروں پر چھاپے مارے اور لوگ گرفتار کرتے گئے اس کے ری ایکشن میں اور میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے کوئی ایسا

جرم ہی نہیں کیا تھا جو دفعات ان پر لگائی گئیں ہیں وہ تھیں۔ جناب اسپیکر 153 ایف 152، 151، 253 ت 160، اور 163 ہے جناب اسپیکر ڈپٹی کمشنر کو کیا ضرورت پڑی تھی کے رات کی تاریکی میں ان علاقوں کا گھیرا کرکے لیویز کو گھروں کے اندر گھسا کر لوگوں گرفتار کیا جانا ٹھیک ہے انہوں نے اپنی ایک کارروائی مکمل کی پھر اسی کی اس کارروائی کے خلاف لوگوں نے ایک احتجاج کیا اس احتجاج کے نتیجہ میں ایک تو ڈپٹی کمشنر کو یہ برداشت نہیں ہوا کہ کوئی اس کے خلاف احتجاج کرنے اور وہاں کے ایم پی اے کے خلاف جو موجودہ حکومت میں ایک وزیر بھی ہے اس کے خلاف وہ سڑکوں پر نعرے لگائیں اس کے خلاف وہ تقریریں کریں یہ اس سے برداشت نہیں ہوا اور اس نے لوگوں کو گرفتار کیا جب لوگوں نے احتجاجاً" ڈپٹی کمشنر کے گھر کے سامنے مظاہرہ کیا تو اس کی سزا ان کو ان لاشوں کی صورت میں ملی۔ جناب اسپیکر بات صرف ان کی لاشوں تک ختم نہیں ہوئی اس دوران دوسرے دن ہم بھی وہاں موجود تھے اور جناب اسپیکر آپ بھی تھے ہم نے ساتھیوں کے ساتھ علاقے کا دورہ کیا تقریباً" ڈیڑھ دو گھنٹے لوگوں پر مسلسل پر فائرنگ ہوتی رہی جس سے دس افراد شہید ہوگئے اور تقریباً" بیس کے قریب زخمی ہوگئے یہاں تک جناب اسپیکر وہاں کا جو ڈاکٹر ہے جس نے اپنا عہدہ یہ حلف لے کر سنبھالا ہے کہ وہ انسانیت کی خدمت کرے گا۔ فائرنگ کے زخمی دو گھنٹے تک آوار ان کی دھوپ میں تڑپ رہے تھے ڈاکٹر نے ڈپٹی کمشنر کے ساتھ جا کر ایف سی کے قلعہ میں پناہ لے لی۔ جناب اسپیکر دو گھنٹے تک لاشیں وہاں پر پڑی رہیں۔ جب کوئی ہمدردی کی طور پر لاش کو اٹھانے کے لئے جاتا تھا اس کی لاش بھی اس کے ساتھ رکھی جاتی تھی تقریباً" تین گھنٹے بعد مقامی لوگوں نے ہمت کرکے لاشوں کا اٹھایا زخمیوں کو اٹھایا وہاں پر جو ایمبولنس موجود ہے اسے ہسپتال میں بند کرکے خود جا کر ایف سی کے قلعہ میں پناہ لے لی۔

ایک قصہ یاد آرہا ہے ایک گیدھڑ کسی جنگل سے بھاگتا ہوا جارہا تھا۔ اس نے کہا

پتہ ہے تمہیں لوگ آئے ہوئے ہیں شیر کا شکار کرنے تو یہ ڈاکٹر صاحب بھی اپنے آپ کو گیدھڑ کی طرح شیر سمجھنے لگے تھے جناب اسپیکر ایمبولنس بھی وہاں پر بند کر دی گئی وہاں پر کوئی کوچ کھڑی تھی وہاں کے مقامی لوگوں نے ہمت کر کے اس میں زخمیوں کو رکھا۔ آواران سے جو بیلہ کا راستہ ہے اس کے بارے میں تو سی اینڈ ڈبلیو ہی بتا سکے گی کہ اس کی کتنی مرمت ہو رہی ہے اگر آپ بیلہ سے آواران جائیں ایک صحیح گاڑی میں تو آپ کو چھ سے آٹھ گھنٹے لگیں گے۔ ایک مریض ایسا ویسا مریض نہیں ہے بلکہ وہ گولیوں سے زخمی ہوا ہے اسے اس کوچ میں رکھ کر جب آواران سے بیلہ پہنچایا جا رہا ہے تو جناب اسپیکر آپ خود سمجھیں وہ زخمی کتنی دیر تک زندہ رہے گا۔

جب کے اس کی بلیڈنگ ہو رہی ہے۔ موقع پر تو تین شخص ہی مارے گئے تھے ایک نوجوان تھا ایک عورت تھی جس کے سر پر گوئی لگی تھی اور ایک ضعیف عمر شخص تھا جس کے بائیں جانب دل پر گولی لگی تھی باقی سات آدمی جو مارے گئے ہیں جناب اسپیکر یہ وہ لوگ تھے جنہیں فرسٹ ایڈ ٹریٹمنٹ بھی نہیں دی گئی ان میں سے کچھ جھاؤ تک پہنچتے پہنچتے شہید ہو گئے کچھ بیلہ تک اور اکثر کا یہ سلسلہ کراچی تک جاری رہا۔ تو جناب اسپیکر آپ خود سوچ سکتے ہیں ایک زخمی انسان کا اگر اسے دو گھنٹے ایمرجنسی ٹریٹمنٹ نہ دی گئی تو وہ نہیں بچ سکتا ہے اور وہ زخمی جسے گولیوں سے زخمی کر دیا گیا ہے اسے کوچ میں ڈال کر بھیج رہے ہیں جبکہ اس علاقے میں ایک ایمبولینس بھی موجود ہے اور وہاں پر آپ کا ایک ڈاکٹر بھی موجود ہے انہیں ایک اسپرین کی گولی بھی نہیں دی گئی جناب اسپیکر اس کے بعد ہم لوگ وہاں پہنچے ایسا لگتا تھا کہ آواران شہر نہیں ہے بلکہ ایک قدیم کھنڈر بنا ہوا ہے وہاں پر نہ روڈوں پر کوئی آدمی دکھائی دیتا تھا صرف بی آر پی لیویز اور ایف سی کے مورچے وہاں پر دکھائی دے رہے تھے ڈپٹی کمشنر قلعہ بند تھا اپنے گھر میں ہمارے خضدار کے کمشنر جو ہیلی کوپٹر پر آواران آئے تھے جناب اسپیکر وہ بھی اسی ڈپٹی کمشنر کے گھر میں قلعہ بند تھے۔ جہاں تک زخمیوں کا تعلق ہے نہ ان کو فرسٹ ایڈ

ٹریٹمنٹ دی گئی نہ ان کو ایمبولنس مہیا کی گئی مگر اس کے بدلے میں جب کمشنر صاحب دورے پر آتے ہیں ان کے لئے باقاعدہ ہیلی کوپٹر دیا جاتا ہے وہ ہیلی کوپٹر کے ذریعے آتے ہیں اور واقعہ سے پہلے دن جو لوگ گرفتار کئے جاتے ہیں اسی ہیلی کوپٹر میں ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر ان کو خضدار اور پھر خضدار سے مچ بھیجا جاتا ہے اس کے بدلے میں جو لوگ وہاں پر زخمی ہوئے ہیں ان کے لئے نہ ہیلی کوپٹر کی کوئی سہولت نہ ان کے لئے کوئی ایمبولنس کی ضرورت حالانکہ اگر ان لوگوں پر جو دفعات لگائی گئی ہیں انہیں دیکھا جائے وہ اس نوعیت کی نہیں تھیں جس نوعیت کی ویت نام میں جنگی قیدیوں کے ساتھ ٹریٹمنٹ کیا جاتا رہا تھا ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر لے جایا جارہا تھا آیا انہوں نے کسی کا قتل کیا تھا انہوں نے کسی ملک کو توڑنے کی سازش کی تھی انہوں نے کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کے جائیداد کی ملکی پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی پھر ان کو یہ سزا کیوں دی گئی کہ ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انہیں ہیلی کوپٹر کے ذریعے پہلے خضدار اور پھر خضدار سے انہیں لیویز کی نگرانی میں مچ جیل بھیج دیا جاتا ہے ان کا قصور کیا تھا دفعہ 152-153 میں پھانسی کی سزا تو ہوئی اور نہ ہی ہو سکتی ہے یہ دفعات قابل ضمانت ہیں اسے اسسٹنٹ کمشنر بھی ضمانت کر سکتا ہے اس کے مقابلے میں جو لوگ وہاں پر مارے گئے ہیں اس کے خلاف آج تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے ہمارے کمشنر صاحب تو دندناتے ہوئے کہہ رہے ہیں اور یہ انٹیریئر منسٹر نصیر اللہ بابر کا اسٹیٹمنٹ ہے اس نے یہ اسٹیٹمنٹ اپنی مرضی سے نہیں دیا ہوگا یہاں سے کوئی رپورٹیں گئی ہوں گی جس میں وہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کے جھنڈے کو جلانے کی کوشش کی گئی تھی باقاعدہ پاکستان کا جھنڈا جلایا گیا ہے ایف آئی آر کی وہ کاپی جو ڈپٹی کمشنر کے ڈرائیور نے درج کرائی نہ اس میں جھنڈے کا ذکر ہے اور نہ ہی اس میں ڈنڈے کا ذکر ہے۔ ایک ذمہ دار شخص جس کو پورے ڈویژن کی ذمہ داری دی گئی ہے وہ اس دروغ گوئی کا مظاہرہ کر رہا ہے جو اپنے ڈپٹی کمشنر کو تحفظ دینے کے لئے جو پاکستان کے جھنڈے کا سہارا لے رہا ہے۔ تو ہم سمجھتے

ہیں کہ اس انکوائری میں موجود تمام کی تمام بیوروکریسی اپنے ڈپٹی کمشنر کو تحفظ دینے کے لئے پاکستان کے جھنڈے کا نہیں بلکہ پاکستان کی سالمیت کا بھی الزام لگا کر ان لوگوں کو سزائے موت تک پہنچاسکیں گے۔

جو انکوائری کی جا رہی ہے اس کے لئے ہم نے معلوم کیا ہے آج دن تک وہی ڈپٹی کمشنر اپنی سیٹ پر موجود ہے حالانکہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے اسٹیٹمنٹ بھی جاری کئے گئے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر ٹرانسفر ہوگیا ہے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ وہ ڈپٹی کمشنر جس پر دس آدمیوں کے قتل کا الزام ہے بیس آدمی جو زخمی پڑے ہیں انہوں نے تو اپنے طرف سے ان کو بھی قتل کرنے کی بھی کوشش کی تھی مگر قسمت ان کی اچھی ہے وہ بچ گئے۔ وہ ڈپٹی کمشنر آج دن تک اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے تو وہ انکوائری کس طرح غیر جانبدار ہوسکتی ہے۔ جناب اسپیکر اب ٹریبونل کے سامنے جو لوگ بیانات دے رہے ہیں وہی ڈپٹی کمشنر اپنی کرسی پر بیٹھ کر لوگوں کو وہاں پر دھمکیاں دے رہا ہے کہ کوئی بیان دینے نہ جائیں۔ لوگوں کو بلا کر اس علاقے میں ہراساں کیا جارہا ہے کہ کوئی جرات نہ کرے کہ ڈپٹی کمشنر کے خلاف بیان دے۔ دس آدمی مارے گئے ہیں دس بھیڑ بکریاں نہیں ماری گئیں ہم حیران ہیں کہ ابھی تک صوبائی حکومت کیوں خاموش ہے اس ڈپٹی کمشنر کے کون سے وہ تعلقات ہیں جو اب تک اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے آیا ڈپٹی کمشنر کی موجودگی میں لیویز کا کوئی سپاہی اس کے خلاف بیان دے سکے گا۔ اس کو تو اپنی نوکری پیاری ہے جس طرح بیوروکریسی کے ہاتھوں میں صوبائی حکومت کو اپنی حکومت پیاری ہے اس طرح لیویز کے ایک افسر بھی اپنے ڈپٹی کمشنر کے سامنے بولنے سے مجبور ہے وہ نہیں بولے گا اس کو بھی اپنی نوکری پیاری ہے آج تک جو انکوائری کی جا رہی ہے ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ کوئی ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا گیا ہے ہمیں اس پر کوئی شک نہیں مگر بے شک جو چیزیں ہیں انکوائری ہوگی ڈپٹی کمشنر سے لے کر تحصیل دار لیویز تک وہی کمشنر جس کا اپنا اسٹیٹمنٹ دروغ گوئی پر مبنی ہے سراسر غلط ہے ایف آئی آر کی نقل اگر وزیر اعلیٰ

چاہیں تو ہم ان کو مہیا کرسکتے ہیں کہ آیا اس کو ڈپٹی کمشنر کو پاکستان کا جھنڈا یاد نہ آیا۔ اس نے ایف آئی آر میں ذکر نہ کیا اب کمشنر گھوم پھر کر یہ اسٹیٹمنٹ دے رہے ہیں کہ انہوں نے پاکستان کا جھنڈا جلایا۔ اس وقت اس کو جھنڈے سے زیادہ اپنی تین لاکھ کی جائیداد عزیز تھی جس میں اس نے کہا ہوا ہے کہ میرا تین لاکھ کا نقصان ہوا ہے۔ اس کو جھنڈے سے زیادہ اپنی گاڑی عزیز تھی جس کا ایف آئی آر میں اس کا ذکر کیا گیا ہے جناب اسپیکر یہ بھی الزام ہم لوگوں پر لگایا جارہا ہے۔ کہ انہوں نے حملہ کیا حالانکہ آپ خود موجود تھے انہوں نے اگر حملہ کیا تو ڈپٹی کمشنر کے گھر پر جس کے نتیجے میں یہ فائرنگ کی گئی ہے ڈپٹی کمشنر کا گھر۔ ہمارے کئی ممبر بھی آواران گئے ہوں گے۔ خود دیکھا ہوگا کہ گھر ٹیلے پر ہے اور روڈ نیچے سے گزرتا ہے لاشیں جو پائی گئی ہیں وہ تمام کی تمام اس روڈ پر ملی ہیں۔ جناب اسپیکر یہ فاصلہ جناب ڈپٹی کمشنر کے گھر سے چار سو گز کے فاصلے پر ہوگا اگر ڈپٹی کمشنر کے گھر کے اندر حملہ کیا ہے تو میں حیران ہوں کہ ڈپٹی کمشنر کیسے سلامت بچ گیا۔ اس کو ایک چانٹا تک نہیں پڑا اس کو ایک لاٹھی سر پر نہیں پڑی۔ نقصان ہوگیا گھر کا وہ کہہ رہے ہیں گھر پر توڑ پھوڑ ہوئی اس کی گاڑی جلائی ڈپٹی کمشنر وہاں سے بچ کر ایف سی اے کے قلعہ میں کیسے پہنچ گیا۔ یہ سب اپنے کرتوتوں کو جو بیورو کریسی نے کئے ہوئے ہیں وہ قتل عام کو چھپانے کے لئے اب اس کو چھپایا جا رہا ہے ڈھونگ رچایا جا رہا ہے تو میں سب ممبران کو جو واقعات کی نوعیت تھی میں نے آپ کے سامنے پیش کی۔ پتہ نہیں پہلے کونسی انکوائریاں ہوئی ہیں جو آج ہم سمجھیں آج کی انکوائری ہو رہی ہے یہ بھی فیصلہ کن ہوگی یہاں ملک کا صدر مارا گیا ہے یہاں پر ملک کے وزیر اعظم مارے گئے ہیں محمود الرحمان کمیشن سے لے کر۔ ضیاء الحق کا جو جہاز تباہ ہوا ہے اس کی انکوائری رپورٹ آج تک نہیں آئی ہے۔ تو یہ انکوائری رپورٹ جو آدمی مارے گئے ہیں ان کے لئے کیا فائدہ مند ہوگی جناب اسپیکر ہمارا یہی مطالبہ کہ جب تک ڈپٹی کمشنر کو معطل کر کے گرفتار نہیں کیا جاتا۔ تب تک یہ انکوائری بے فائدہ ہے یہ سوائے ڈھونگ عوام کی نظروں میں

ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے سوا میں کچھ نہیں کہوں گا جناب اسپیکر شکریہ۔

جناب اسپیکر : شکریہ

میر محمد صادق عمرانی : جناب اسپیکر پہلے شہدائے آواران کے لئے فاتحہ پڑھی جائے۔

جناب اسپیکر : مولانا صاحب فاتحہ پڑھائیں۔

(دعائے فاتحہ پڑھی گئی)

جناب اسپیکر : سردار ثناء اللہ زہری

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر بلدیات) : اعوذ باللہ من الشطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم جناب اسپیکر شکریہ آج ہم نے جو اسمبلی رکویزٹ کی ہے ایک اہم مسئلے پر ہے آواران جو بلوچستان کا ایک دور افتادہ پسماندہ ضلع ہے جس کو پچھلے دور میں ضلع کا درجہ دیا گیا وہاں پر پچھلے دنوں ایک خونی واقعہ جس کو ہم کہیں گے جو بلوچستان کی پرانی روایات تھیں ان کو پھر ایک دفعہ دہرایا گیا جناب اسپیکر جیسے اختر جان نے کہا کہ بلوچستان کے مظلوم لوگوں کے اوپر ایسے واقعات آج سے نہیں بلکہ انگریزوں سے لے کر انگریزوں کے بعد جب پاکستان بنا پاکستان بننے سے لے کر آج تک ایسے واقعات عوام پر ہوتے رہے ہیں اور ایسے واقعات پر ہم رنجیدہ نہیں ہوتے ہیں کیونکہ ایسے واقعات دیکھ دیکھ کر اب ہمیں جو پرانے واقعات یاد آتے ہیں تو ایک نیا واقعہ ہوجاتا ہے تو ہم پرانے واقعات کو بھول جاتے ہیں اور اس نئے واقعہ کو اپنے دل میں لئے پھرتے ہیں لیکن جناب اسپیکر ظلم تو یہ ہے کہ آج کے دور میں جس دور میں یہاں پر جب جمہوریت ہے منتخب ادارے موجود ہیں اور یہی کہا جارہا ہے کہ یہاں پر عوامی حکومت ہے اور عوام کے نمائندے ہیں لیکن ہم کو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج بھی بلوچستان میں وہی واقعات دہرائے گئے جو 21958 اور اس کے بعد دہرائے گئے جب یہاں پر ون یونٹ نافذ کی گئی اور بلوچستان کو جبرا" فوج کشی کے ذریعے

پاکستان میں شامل کیا گیا گو کہ میں پرانی تلخ باتوں کو یہاں دہرانا نہیں چاہتا ہوں لیکن اب چونکہ میں کھڑا ہوگیا ہوں فلور پر بولنے کے لئے تو کچھ باتیں بول کر جاؤں گا جناب اسپیکر جب بلوچستان کے غیور عوام نے اپنے حقوق کے لئے پر امن احتجاج کا راستہ اپنایا تو انہیں پر امن احتجاج 1958ء میں کرنے نہیں دیا گیا۔ اور پھر ہمارے باشعور لوگوں نے جو ہماری روایت ہے اپنے دفاع کے لئے ہتھیار اٹھائے اور پہاڑوں پر گئے لیکن جناب اسپیکر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت بھی سادہ لوح بلوچوں، کو جو سیدھے سادے بلوچ تھے ان کو قرآن مجید کا واسطہ دے کر پہاڑوں سے اتارا گیا اور پھر ان کو پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آج بھی اگرچہ جسمانی طور پر ہم سے جدا ہیں لیکن وہ آج بھی امر ہیں اور جب تک بلوچستان میں بلوچ کاز کا نام لینے والا ہوگا ان شہیدوں کو ہمیشہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے احترام کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ اسی طرح جناب اسپیکر آواران میں بھی یہ خونی واقعات دہرائے گئے ایک ڈپٹی کمشنر کے کہنے پر سات آدمیوں کا قتل عام کیا گیا اور انیس بیس آدمی زخمی ہوئے جن میں سے کچھ نے راستے میں دم توڑ دیا۔ جناب اسپیکر کہا جارہا ہے کہ جلوس نے آواران میں ڈپٹی کمشنر کے گھر پر ہلہ بول دیا جناب اسپیکر آواران آپ نے بھی دیکھ لی ہے ہم نے بھی دیکھ لی ہے آواران کوئی ایک کروڑ آبادی کا شہر نہیں ہے کراچی جتنا شہر نہیں ہے جہاں پر کہ ایک اسٹریٹ پر پچاس ہزار یا ایک لاکھ آدمی جمع ہوجاتے ہیں جناب اسپیکر آواران ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جہاں پر لوگوں نے اگر پر امن جلوس نکالنا ہوگا تو وہاں پر دو سو تین سو آدمیوں سے زیادہ آدمی جمع ہو ہی نہیں سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ جتنے بھی آپ جمع کریں تین سو یا چار سو سے زیادہ تعداد بن ہی نہیں سکتی ہے کیونکہ یہ ایک دور دراز علاقہ ہے اور پسماندہ علاقہ ہے یہ کراچی تو نہیں ہے کہ جہاں پر پچاس ہزار یا ایک لاکھ آدمیوں کے جلوس نے ڈی سی صاحب کے گھر پر ہلہ بول دیا تھا کہ وہ اس کو کنٹرول نہیں کرسکتے تھے وہاں پر وہ لاٹھی چارج کرسکتے تھے جناب اسپیکر وہاں پر وہ

ایئر گیس پھینک سکتے تھے جناب اسپیکر اور طریقے تھے ان طریقوں سے وہ اس جلوس کو کنٹرول کر سکتے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈپٹی کمشنر نے اپنی انا کی خاطر اور جو اس کی جیپ تھی لیویز کی گاڑی تھی جس کو جلوس نے راستے میں اشتعال میں آکر جلا دیا تھا اس کی وجہ سے اس نے فائرنگ کا آرڈر دے کر اتنے لوگوں کو جان سے مار ڈالا۔ جناب اسپیکر کیا یہ جا رہا ہے کہ ڈپٹی کمشنر کے پہ جلوس نے ہلہ بول دیا تھا تو جناب اسپیکر میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی ریکویسٹ کروں گا کہ جتنے بھی لوگ مرے ہیں وہاں پر وہ تقریباً ڈپٹی کمشنر کے گھر سے اتنے دور مرے ہیں جتنا کہ اسمبلی کا گیٹ ہے یا روڈ ہے اور جہاں سے ان پہ گولیاں چلائی گئی ہیں اور باقی ایک دو آدمی وہیں مرے ہیں باقی سب کے سب کی پیٹھ پر گولیاں لگی ہیں۔ کیونکہ جب فائرنگ ہوئی ہے لوگ اپنے دفاع کے لئے بھاگے ہیں پھر ان کے پیچھے سے نشانہ لے کر ان کی پیٹھ پر گولیاں چلائی گئی ہیں اور ان کو مارا ہے۔ اگر انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے گھر پر ہلہ بولا ہوتا اگر انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے گھر پر حملہ کیا ہوتا جناب اسپیکر تو یہ ساری لاشیں ڈپٹی کمشنر کے گھر میں ہوتیں گھر میں پڑی ہوتیں لیکن عینی شاہد ہیں وہاں پر۔ دوسرے ہمارے ساتھی گئے تھے اختر جان اور آپ بھی گئے تھے وہاں پر جتنی بھی لاشیں پڑی تھیں وہ دور پڑی تھیں۔ تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ وہاں پر پری پلان پلاننگ کی گئی اور پری پلاننگ کے تحت وہاں پر نہتے لوگوں پر گولیاں برسائیں اور ان کو اپنی حقوق کے لئے جو آواز بلند کر رہے تھے ان کو یہ اطلاع دی گئی کہ جی آپ اپنے حقوق کی بات کرو گے تو ہم تمہیں گولیوں سے چھلنی کردیں گے۔ جناب اسپیکر آج کی بات نہیں ہے یہ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے الزام تو منتخب لوگوں پر لگائے جاتے ہیں لیکن یہاں پر بیورو کریسی کا جو انداز ہے بیورو کریسی جس طرح بلوچستان میں اس کا اندازہ ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ نرالا ہی انداز ہے۔ ہم نے ہزار بار جناب اسپیکر کہا ہے کہ بابا خدارا ہمیں معاف کریں ہمارے اوپر جو بھی غداری کے الزامات لگائے جاتے تھے اب نہ لگائیں ہم بھی اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں اور اب

بامر مجبوری جو بھی سمجھ لیں ہماری ضرورت پاکستان بن گیا ہے اور آج بلوچستان کو دوسرے صوبوں سے زیادہ بلوچستان کی پاکستان کو ضرورت ہے اور ہم مجبوری کی حالت میں اپنے آپ کو پاکستانی بھی کہتے ہیں پاکستان کا پاسپورٹ بھی پھراتے ہیں پاکستان کا شناختی کارڈ بھی لیتے ہیں پاکستان کا جھنڈا بھی لگایا ہوا ہے ہم نے لیکن جناب اسپیکر بیورو کریسی ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے آپ کو پاکستانی نہ کہیں اور اپنے آپ کو ہم ایک مقبوضہ علاقہ سمجھیں اور اپنے آپ کو ہم یہی سمجھیں کہ یہاں پر ہم جو ہیں Occupy ہیں اور ہمیں Occupy کیا گیا ہے اور ہم جو ہیں یہاں پر بزور شمشیر ہم یہاں پر رہ رہے ہیں بندوق کے زور پر ہم بندوق کے نالی پر رہ رہے ہیں۔ تو جناب اسپیکر میں یہی کہوں گا اور بیورو کریسی سے یہ بھی Request کروں گا کہ آج حالات بدل گئے ہیں آج وہ حالات نہیں رہے تو خدارا ہمارے عوام ہمارے لوگ ہمارے بلوچستان کے ہیں آپ کے ہیں خدارا ان کے اوپر اس طرح گولیاں نہ برسائی جائیں۔ جناب اسپیکر یہی واقعہ اگر پنجاب میں ہوتا یہی واقعہ کہیں اور ہوتا تو اسلام آباد کی دیواریں ہل جاتیں لاہور کی دیواریں ہل جاتیں لاہور کا گورنر ہاؤس ہل جاتا لاہور کا وزیر اعلیٰ ہاؤس ہل جاتا لیکن یہ واقعہ بلوچستان میں ہوا ہے بلوچستان کے لوگوں پر ہوا ہے بلوچستان کے نہتے لوگوں پر ہوا ہے مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک ڈپٹی کمشنر جس نے دس آدمیوں کا قتل کیا ہے وہ آج بھی اپنی سیٹ پر موجود ہے بیٹھا ہوا ہے کیونکہ بیورو کریسی یہ سمجھتی ہے کہ اگر اس ڈی سی کو یہاں سے ٹرانسفر کیا جائے گا تو وہ ان کی یہ انا کا مسئلہ ہے اور اس میں ان کی شکست ہوگی اس میں ان کی ہار ہوگی اور لوگ کہیں گے کہ جی ڈی سی کو وہاں سے شفٹ کردیا ہے اور اس میں ان کے انا کو زک پہنچے گی اس وجہ سے آج بھی اس کو اس ڈپٹی کمشنر کو یہی بٹھایا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر دنیا کے حالات تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں ہم اکیسویں صدی کی طرف جا رہے ہیں اور ہمیں اگر پاکستان کو ترقی دینا ہے اگر ہمیں پاکستان کے مستقبل کو سنوارنا ہے تو ہمیں بلوچستان کو بلوچستان کے لوگوں کو ساتھ لے کر

چلنا ہوگا۔ بلوچستان کے بغیر پاکستان نہیں ہے بلوچستان کے بغیر پاکستان مکمل نہیں ہے بلوچستان کے عوام کے بغیر پاکستان مکمل نہیں ہے۔ جناب اسپیکر دنیا کے حالات آپ دیکھ رہے ہیں اگر یہ واقعات کسی اور جگہ ہوئے ہوتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ساری کیبنٹ ساری حکومت مستعفی ہو چکی ہوتی لیکن یہاں پر وہ روایت پاکستان میں پہلے بھی نہیں تھی اب بھی نہیں ہے اور ــــــ

جناب اسپیکر : سردار صاحب آپ قائم کر لیتے یہ روایات۔

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر بلدیات) : اور آئندہ ــــــ

ملک محمد سرور خان کاکڑ : جناب اسپیکر یہ معاملہ ہائی کورٹ میں ہے جج اس کی انکوائری کر رہا ہے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : جناب اسپیکر اس پر ہائی کورٹ کا جج انکوائری کر رہا ہے لہٰذا اس پر بحث ہی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی قرارداد پیش ہو سکتی ہے۔ یہ معاملہ پروڈیوس ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر : نہیں اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : اسمبلی کے رول اور قاعدے کے مطابق ـــ

جناب اسپیکر : کس قاعدے کے تحت آپ قاعدے کو پڑھ کر سنائیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : اسمبلی کے قاعدے کے تحت جب کوئی معاملہ عدالت میں زیر غور ہو تو اسمبلی میں اس مسئلے پر کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب اسپیکر : کس قاعدے کے تحت آپ بتادیں کوئی قاعدہ تاکہ ہم دیکھ لیں کیونکہ جو ہم نے دیکھے ہیں ایسا کوئی قاعدہ نہیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : نہیں نہیں اسمبلی کے گیارہ نمبر قاعدے کے تحت یہ معاملہ اسمبلی میں پیش نہیں ہو سکتا جب کسی مسئلے کا ٹرائل عدالت میں شروع

ہو------

جناب اسپیکر : آپ تشریف رکھیں ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : جناب آپ اسمبلی کو قانون قاعدے کے تحت چلائیں۔

جناب اسپیکر : آپ قاعدہ بیان کریں ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : میں نے آپ کو بتادیا کہ اسمبلی کے گیارہ قاعدے کے تحت۔

جناب اسپیکر : آپ تشریف رکھیں کس قاعدے کے تحت؟

ملک محمد سرور خان کاکڑ : جناب تشریف رکھنے کی بات نہیں یہ میرا حق ہے کہ میں اسمبلی میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں یہ میرا حق ہے کہ آپ اسمبلی میں جو معاملہ زیر عدالت زیر غور عدالت میں اس کو کوئی ادھر نہیں چلا سکتا ہے۔ لہٰذا آپ مہربانی کریں اسمبلی کے قاعدے و قواعد کے مطابق اس معزز ایوان کو چلایا جائے ___

جناب اسپیکر : ملک صاحب آپ تشریف رکھیں میری بات سنیں آپ وہ قاعدہ پڑھ کر سنائیں جس طرح آپ کہہ رہے ہیں کہ اس پر بحث نہیں ہوسکتی۔تو آپ جب وزیر ہیں اور ریفر کررہے ہیں اس کو قاعدے کے تحت تو آپ وہ قاعدہ پڑھ کر سنائیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : وزیر داخلہ کو چاہیئے کہ وہ اس بات کو پیش کرتے لیکن افسوس ہے کہ وہ۔

جناب اسپیکر : سردار صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں باقی معزز اراکین سے گزارش ہے کہ وہ تشریف رکھیں۔

سردار ثناء اللہ خان زہری : شکریہ جناب اسپیکر

ملک محمد سرور خان کاکڑ : اس طرح پھر ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔ اگر

آپ اسمبلی اپنے مرضی سے چلائیں گے۔ قاعدے اور قواعد کے مطابق نہیں چلائیں گے تو اس پر ہم معزز ایوان سے واک آؤٹ بھی کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر : ملک صاحب آپ تشریف رکھیں یا تو آپ پڑھ کر آیا کریں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : آپ اس معزز ایوان کے اسپیکر ہیں ہم قانون جانتے ہیں ہمیں بھی اسی قسم کے _____

جناب اسپیکر : اچھا آپ تشریف رکھیں میں قانون پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں ایک تو آپ پڑھتے نہیں دوسرا آپ اسمبلی میں بات کرتے ہیں۔

قاعدہ (73) ایسے معاملات کو جو ٹریبونل کمیشن وغیرہ کے روبرو زیر سماعت ہوں زیر بحث لانے کے لئے تحریک سن رہے ہیں آپ؟ کسی ایسی تحریک کو بالعموم پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی بالعموم جس کے ذریعے کسی ایسے معاملے کو زیر بحث لانا مقصود ہو جو از روئے قانون قائم شدہ کسی ٹریبونل یا ہیت حاکمہ جو عدالتی یا نیم عدالتی فرائض سرانجام دے رہا ہو۔ یا کسی کمیشن یا عدالت جو کسی معاملہ چھان بین یا تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا ہو کے زیر سماعت ہو مگر شرط یہ ہے کہ اسپیکر اپنی صوابدید پر کسی ایسے معاملے کو جو تحقیقات کے طریقہ کار نفس مضمون یا مرحلہ کے متعلق ہو۔ اسمبلی میں اٹھائے جانے کی اجازت دینے کا مجاز ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اس امر سے مطمئن ہو کہ اس معاملے کو زیر بحث لانے سے از روئے قانون قائم شدہ ٹریبونل ہیت حاکمہ کمیشن یا تحقیقاتی عدالت کی کارروائی پر اغلبا مضر اثر نہیں پڑے گا۔ شکریہ۔ سردار صاحب ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر : آپ واک آؤٹ کریں قانون میں نے آپ کے سامنے پڑھ لیا ہے وہ آپ کی مرضی ہے سردار صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

(ملک محمد سرور خان کاکڑ واک آؤٹ کر کے چلے گئے)

سردار ثناء اللہ خان زہری : شکریہ جناب اسپیکر خان صاحب میری تقریر کا جو تسلسل تھا اس کو توڑ دیا۔ جناب اسپیکر میں بات کر رہا تھا آواران کے مسئلے پر جناب اسپیکر ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں کتنی تبدیلی آئی ہے پچھلے دنوں اولمپکس گیم اٹلانٹا میں ہو رہے تھے جہاں پر بم دھماکہ ہوا جس سے ساری دنیا ساری امریکہ انتظامیہ ہل گئی ہے اور وہ تحقیقات کر رہے ہیں کہ یہ بم دھماکہ کیوں ہوا۔ تو یہاں پر ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں لیکن ان پر کوئی توجہ دینے والا نہیں ہے تو لہٰذا میں یہی کہتا ہوں کہ ایک غیر جانبدار ٹریبونل قائم کی جائے کمیشن بٹھائی جائے اور اس ڈپٹی کمشنر کو جو آواران میں بیٹھا ہوا ہے اس کو فوراً وہاں سے ٹرانسفر کیا جائے تاکہ وہ انکوائری پر اثر انداز نہ ہو کیونکہ جناب اسپیکر ابھی ہمارے شنید میں یہی آیا ہے کہ جو (ڈی سی) وہاں پر بیٹھا ہوا ہے وہ لوگوں کو بلا رہا ہے دھمکیاں دے رہا ہے اور ان کو کہہ رہا ہے کہ جی آپ اس پر گواہی دیں اگر آپ گواہی دیں گے تو ہم آپ کا برا حال کر دیں گے۔ جو بھی دھمکی ہے ان کو دی جا رہی ہے۔ ایک بار پھر میں یہی کہوں گا کہ ڈی سی کو وہاں سے شفٹ کیا جائے اور جس لیویز اہلکار نے جلوس پر فائرنگ کی ہے ان کو بھی معطل کیا جائے۔ ٹھیک ہم دیکھ رہے ہیں اور بیٹھے ہوئے کمیشن کی انکوائری تک ہم انتظار کریں گے اس کے بعد پھر ہم اپنی پارٹی کا اجلاس بلا کر اپنا لائحہ عمل عوام پر واضح کریں گے۔ جناب اسپیکر میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ شکریہ

عبدالقہار خان ودان : جناب اسپیکر جہاں تک اس واقعہ کا تعلق ہے۔ ہم اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں جو ایک افسوس ناک واقعہ ہے اور ساتھ ہی گورنمنٹ نے جو ایک ٹریبونل تحقیقات کے لئے لکھا ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں جب تک اس کمیٹی کی رپورٹ آجائے بعد میں پھر ہم

اس کے رزلٹ پر بولیں گے۔ اس کی یہاں تک حمایت کریں گے کہ جو ٹریبونل گورنمنٹ نے تشکیل دی ہے اور ہمارے ساتھیوں نے اس قرارداد میں جو مطالبہ کیا ہے کہ ٹریبونل بٹھائی جائے۔ جب تک انکوائری ہوجائے اس وقت میرے خیال میں اس پر بحث کرنا ضروری نہیں کہ ہم سارے بحث کریں ہم نے مطالبہ کیا ہے اس قرارداد میں غیر جانبدار انکوائری کرائی جائے جو کہ گورنمنٹ نے اس پر انکوائری کمیٹی بٹھائی ہے اور وہ انکوائری کر رہی ہے۔ تو میرے خیال میں اس پر بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی شکریہ۔

اس مرحلے پر جناب ڈپٹی اسپیکر ارجن داس بگٹی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

میر محمد صادق عمرانی : جناب اسپیکر مجھے بولنے کی اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی۔

مسٹر محمد صادق عمرانی (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب جیسے سانحہ آواران کا واقعہ ہوا ہمیں ان شہریوں سے ہمدردی ہے جو کہ اس واقعے میں احتجاجی مظاہرے کے دوران ایک واقعہ رونما ہوا اور انتظامیہ کی جانب سے فائرنگ ہوئی اور لوگ قتل ہوئے یہ ایسے واقعات جمہوری حکومت میں نہیں ہونے چاہئیں جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سلسلے میں پچھلے دنوں اخبارات میں اس پر بلوچستان ہائی کورٹ کا ایک جج مقرر کیا کہ وہ اس واقعے کی غیر جانبدار تحقیقات کرکے اس حقائق کو منظرعام پر لائیں جس کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا ہے کیونکہ ہربات اسلام آباد یا اس سے شروع ہوتی ہے ایسی بات نہیں ہے یہ علاقائی سطح پر اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہاں لیویز والا ہے ڈپٹی کمشنر ہے یا جو لوگ قتل ہوئے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کسی ایک کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے چاہے وہ سرکاری ملازم ہے یا جس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور اس واقعے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہئے اور ایسے افراد کو جو اس واقعے میں ملوث ہیں جنہوں

نے اختیارات کا ناجائز استعمال کیا ہے واقعتاً اس کو سزا دینی چاہئے جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے کیونکہ ایک چیز طے ہے کہ جب بھی کوئی جلسہ یا مظاہرہ مشتعل ہو تو سب سے پہلے ان کو ایک لائن کھینچی جاتی ہے وارننگ دی جاتی ہے کہ جی اس لائن سے آپ کراس نہ کرے پھر بھی اگر مظاہرین اس سے کراس کرجاتا ہے آگے بڑھتا ہے تو اس کے بعد آنسو گیس استعمال کرنی چاہئے پھر آنسو گیس استعمال ہونے کے بعد بھی اگر لوگ مشتعل ہیں حملہ آور ہو رہے ہیں تو پھر یہ نہیں ہوتا کہ ان کو سینے پر گولی ماری جائے کیونکہ ہوائی فائرنگ کی جاتی ہے تاکہ لوگ منتشر ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعہ کے دو تین پہلو ہیں تو ان تمام چیزوں پر غور کرنا چاہئے ظاہر ہے کہ حکومت نے بھی ہائی کورٹ کے جج کو مقرر کیا گیا ہے تو اس کا غیر جانبدارانہ تحقیقات ہونی چاہئے اور جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کو معاوضہ دینا چاہئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : جی کچکول علی صاحب۔

کچکول علی بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب میرے خیال میں اس پر سردار اختر صاحب اور سردار ثناء اللہ صاحب نے تو تفصیل سے جو یہ واقعہ ہوا ہے ہم اور ہماری پارٹی میرے خیال میں سارے بلوچستان کے عوام نے اس کو کنڈم کیا ہے اور اس پر ہم لوگ یہ دیکھ لیں کہ ڈی سی ایک ذمہ دار افسر ہے جو اسٹیٹ کی جو اتھارٹی ہے اس کے ہاتھوں میں ہے آیا اس نے یہ اتھارٹی۔

In the interest of public exercise.

کی ہے یا کہ اس نے اتھارٹی کو اپنا ایک ذاتی چیز سمجھا ہے مجھے شکسپیئر کے کچھ جملے یاد آرہے ہیں۔

What a fool I am to make the daughter mother and mother daughter.

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو اتھارٹی ہے وہ خود ہی عوام ہے اور ڈی سی صاحب کو چاہئے

جو بھی افسران ہیں انہیں جاننا چاہئے جو اتھارٹی ہے وہ خود ہی عوام کی ہے اس سلسلے میں سر آپ پاکستان کی Constiution کی جو پری ایبل ہے اس کو دیکھ لیں اگر مجھے اجازت ہے تو میں اس کو پڑھ لوں۔

Where the state shall exercise its power and authrity through the choosen representative of the people.

یعنی اسٹیٹ کی جو اتھارٹی ہے ہر چند یہ کہ ہم لوگ ان کے نمائندہ ہیں یہاں حکومت کر رہے ہیں بدولت اس عوام کے اسی طرح اگر ہم لوگ جو بھی افسر ہوں چاہے جو ڈیشری میں اس کا تعلق ہو چاہے ایگزیکٹو میں ہو اس کے بھی جو جورسڈکشن ہے اس کے جو بھی اختیارات ہیں وہ اس غریب مظلوم محکوم جو بھی کہیں اس عوام ہی کے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ڈپٹی کمشنر نے یا اس کی سربراہی کی وجہ سے کیونکہ۔

D.C. is the executive head of the district.

یہاں آدمی کس طرح مرے اس نے اپنے سیلف ڈیفنس پر جیسا کہ ایک ورژن ہے ہمارا افسر شاہی کی طرف سے کہ اس کے گھر پر حملہ کیا ہے وہ بھی قانوناً" کسی حد تک یہ گنجائش ہے کہ اگر کسی آدمی نے یہ دیکھا کہ اس کو مار رہے ہیں وہ اپنی زندگی کے بچاؤ کے لئے کچھ ایکشن کر سکتا ہے اس کی تو انٹرپریٹیشن کر رہے ہیں وہ بھی Aggressiue نہ ہو وہ بھی defeuniue حد تک ہو لیکن ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں یہاں جو اتھارٹی یا پاور استعمال کی گئی ہے اس میں اس نے یہ کہا کہ بس چونکہ یہ سارے سپاہی لیویز ساری چیزیں ہیں یہ تو میرے ذاتی نوکر ہیں یہ تو پاکستان میں بالخصوص یہی چیزیں ہیں جس کی مان مانی پر وہ قلم استعمال کر سکتا ہے اور وہ جو چیز ہے عوام کی اسٹیٹ کی جو عوام کی ہے وہ اس کو ذاتی ملکیت سمجھتا ہے اور ایک ٹریجڈی ہے کہ جس مہذب ملک میں ایک عام شہری کی جو عزت ہو رہی ہے میں کہتا ہوں پاکستان میں ایک وزیر کی نہیں اور اس سلسلے

میں ہم لوگوں نے چیف منسٹر صاحب سے کہہ دیا یہ میرے پاس لیٹر ہے کہ چیف منسٹر صاحب آپ مہربانی کریں ایسا فلیکسیبل ایکشن لیں تاکہ لوگ بھی ٹھنڈے ہو جائیں اور انہوں نے جو دس آدمی قتل کیئے گورنمنٹ نے تو تھوڑی سی ایکشن لی ہے ہرچند یہ کہ چیف منسٹر صاحب نے اس پر آرڈر کیا ہے لیکن ہماری آفیسر شاہی نے اس کو امپلیمنٹ نہیں کی ہے ایک تو میں یہ کہتا ہوں کہ افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ۔

I am my self part and parcel of the Govt.

اور پہلے میں اپنے کو کہوں کہ ہمیں ابھی تک گورنمنٹ چلانے کے آداب نہیں آتے ہیں ہم لوگ بالکل بیوروکریٹ کے سباڈینیٹ بن چکے ہیں ہمارے بہادر اور غیور بلوچ بھی میں بھی یہ دیکھتا ہوں کہ وہاں ہم لوگ Aggressive ہوتے ہیں اپنے ایک غریب عوام سے یہاں جن طاقتوں نے سباڈینیٹ بنایا ہے وہاں ان کی بہادری بالکل زیرو ہے ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ ہم Competent ہو یہاں کے افسر بھی ہمارے بھائی ہیں یہاں کے افسر بھی یہاں کے شہری لیکن جو قانون نے جو آئین نے انہیں اختیارات دیئے ہیں اگر ہم ان کے اختیارات کو مس یوز کریں گے وہ بھی ہمیں چیک کرلیں لیکن ایسا نہیں کہ وہ All in all بن جائے جو بھی انہوں نے کی جی میں چاہے کرلیں اس سلسلے میں یہ کہتا ہوں کہ جو قانون اور آئین میں ہر ایک کو جو ریسٹریکشن دی ہے اگر کسی اتھارٹی یا کسی شخص نے انہیں مس یوز کیا یا تجاوز کیا اس سلسلے میں میرے خیال میں جو اختیارات گورنمنٹ کے ہوتے ہیں یا کابینہ کے ہوتے ہیں اس پر ایکشن لینا چاہئے اور اس سلسلے میں جو یہ بات چل رہی تھی کہ یہ مسئلہ Indiciary کے حوالہ کی گئی ہے میں کہتا ہوں کہ قانونی ایک عام پریکٹس ہے کہ جس وقت ریکوزیشن کی تحریک ہم لوگوں نے پیش کی اس کے بعد ٹربیونل Constetute ہو چکی ہے اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ جو یہ نوٹس دی گئی تھی یا کہ اس وقت یہ قرارداد کی شکل میں اسمبلی فلور میں ہے اس میں کوئی قانون Hitch نہیں ہے اور میں ایمانداری سے آپ کو یہ کہتا ہوں کہ ہم نے یہ بھی انکوائری

کی ہے کہ یہ جو ڈپٹی کمشنر ہے غریب پرور آدمی ہے غلطی ہو سکتی ہے آپ آر ڈی کٹس کو دیکھ لیں وہ ایک معصوم تھا لیکن اس نے جب ایک ایلیکس چھری لگا دی تو قانون اس کے خلاف آپریشن کر گیا لیکن خدا کے لئے آپ ایک آدمی کے لئے قانون کو آپریشن کریں گے اور دوسرے کے لئے کیوں نہیں اگر ایک جرم ہوگا تو اس جرم کے لئے جو قانونی عمل دخل ہے جو قانون کو اپنی ایک سٹریم ہے اس پر قانون کو موشن کرنا چاہئے تھے لیکن قانون یہاں پر بالکل بھلا کر چکا ہے اگر آپ اس کو وہاں سے شفٹ کرتے اس کو اگر معطل کرتے آپ لوگوں نے ایک جج کو اپوائنمنٹ کیا ہے وہ سارے میٹرل کیا کرے گا؟ کلیکٹ کر لے گا اسٹڈی کر لے گا کہ بھائی یہ جو ڈپٹی کمشنر ہے اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ہم باؤنڈ ہیں کہ جو ویوز جج دے گا تو ہم لوگ کیا کریں گے ہم تو اتفاق کریں گے جناب اسپیکر صاحب یہ الزام ہے کہ میں نے قتل کیا ہے جب میرے خلاف ایف آئی آر درج ہوگا قانوناً" یہ ہے کہ مجھے گرفتار کیا جائے وہ بعد میں ہوگا وٹنس جو آئیں گے جو گواہ آئیں گے کہ بھائی کچکول گنہگار ہے یا بے گناہ ہے میں اس حد تک پھر بھی اتفاق کرلوں گا کہ وہ اگر ایک گورنمنٹ ملازم کو گرفتار نہیں کرتا کم از کم اس کو معطل کرتے لیکن ہم نے دیکھا اس سلسلے میں بالکل پرسل ہوئے۔

ہم لوگ جو اسمبلیوں میں آئے ہیں ہم لوگ جو عوام کے ووٹ لے کر یہاں آئے ہوئے ہیں کیا ہم لوگوں میں یہ کوئی لائق نہیں ہے المختصر میں یہ کہوں گا کہ جو ہمارے ہر ایک آدمی کے اختیارات ہیں وہ بالکل قانون کے تحت ہونے چاہیں کبھی کبھار ہم کسی منسٹر کو فون کرتے ہیں کہ آپ تو میرے منسٹر نہیں ہیں میں کہتا ہوں کہ میں تو کیبنٹ کا منسٹر ہوں اور آپ گورنمنٹ کے سیکریٹری ہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اگر ہم لوگ زیادہ باتیں کریں تو کہتے ہیں کہ یہ تو بد اخلاق ہیں یہ تو الجھنیں پیدا کریں گے۔ انہیں تو گورنمنٹ چلانے کے آداب نہیں ہیں میں کہتا ہوں اگر اس سلسلے میں ہم میں کمزوریاں ہیں تو ہم اس کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں ہم لوگ اپنی کوشش کریں۔ لیکن اس وقت

بلوچستان میں جو بیوروکریسی ہے میں کہتا ہوں اس میں بہت سے اچھے ہیں اور اس میں بہت سی کمزوریاں ہیں اس میں بہت سی بے پروائیاں ہیں اور میں آپ کو اسپیکر صاحب یہ کہوں کچھ کمزوریاں ہیں مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کو کہوں۔ آپ کے منسٹر کو کمشنر کہتا ہے میں آپ کو گرفتار کرلوں گا بھائی آپ کو ہمارے علاقے میں کس نے جرات دی ہے آپ منسٹری کو چھوڑ دیں۔ ہم ذمہ داری کی بات کرتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں آپ کو ذمہ داری نہیں ہے بحیثیت گورنمنٹ ملازم کے حالانکہ وہ تو ماتحت ہیں منسٹر کے گورنمنٹ کے کہنے کا مطلب یہی ہے کہ اس سلسلے میں ہمارے سی ایم صاحب اور چیف سیکریٹری بھی اس وقت موجود ہیں اس میں میرے خیال میں ان کو اپنی انانیت کو چھوڑنا چاہئے۔ ایک ایسا Complication نہیں ہونا چاہئے یہاں ہاتھاپائی ہو جائے۔ انہی کی عزت نفس کی ہمیں بالکل قدر ہے ہم لوگ بھی عوامی نمائندے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں جب یہ گھسنے نہیں دیں گے تو ایک غریب جو کیچ کور میں بیٹھا ہوا ہے۔ آواران میں بیٹھا ہوا ہے اس کی تو اس سوسائٹی میں کوئی اہمیت نہیں ہے آیا یہ کوئی ڈیموکریٹک یا جمہوری ملک ہے اسلام کو تو چھوڑو۔ اس کی تو ضیاء نے ساری دھجیاں اڑادیں ہیں اگر ہم لوگ اسلام کی سپرٹ ہی کولیں یہاں ہم حلف لیتے ہیں اسلام کی بنیاد پر ہم الیکشن کرتے ہیں ڈیموکریسی کی بنیاد پر یہاں جو اسلام اور ڈیموکریسی کی سپرٹ ہے انہوں کی تو ہر جگہ وائلیشن ہے۔ اسلام کی جو فلاسفی ہے وہ انصاف پر انحصار کرتا ہے۔ ڈیموکریسی کے جو پرنسپل ہیں وہ بھی انسانیت پر ہیں وہ بھی جمہوریت پر ہیں وہ بھی عوام کے مرہون منت ہیں لیکن یہاں عوام کو انہوں نے سبجکٹ تسلیم کیا ہے عوام کو انہوں نے یہاں پر زرخرید غلام ہی تصور کیا ہے حالانکہ میں عوام کے توسط سے یہاں وزیر ہوں۔ عوام کے بدولت وہ سیکریٹری اور ڈی سی ہیں۔ عوام کے بدولت تو یہ سارا سسٹم اسٹیبلش ہے۔ میں کہتا ہوں ہر ایک اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ لے۔ جو ہم لوگ تجاوزات کر رہے ہیں یا جو یہاں کمزوریاں ہیں انہیں دور کریں۔ اس سلسلے میں سی ایم صاحب

سے درخواست کرلوں گا کہ وہ اس بندے کو اور اے سی کو بھی وہاں سے دور کرے۔ اے سی بھی وہاں ایک ذمہ دار آفیسر ہے۔ انہیں معطل کیا جائے اور اس کے بعد جب جج نے انہیں سزا دی تو پھر ان کی نوکری کی خود ہی چھٹی اگر انہیں اس نے سزا نہیں دی وہ بھی ہمارے آفیسر ہیں کیونکہ قانون کی یہ بالکل سپرٹ ہے کہ جس کے خلاف اپیل کی گئی پھر یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ وہ وزیر ہے ڈی سی ہے یا کوئی اور ہے۔ میں کہتا ہوں اس پر جو معاملہ ہے ہم اس پر کوئی ایسا ایکشن لیں۔ تاکہ ہم عوام کو مطمئن کر سکیں۔ وہ غریب لوگ جو مرچکے ہیں ان کے گھروں میں کیا ہے میں ان گزارشات کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : شکریہ

ملک محمد سرور خان کاکڑ : جناب گزارش یہ ہے کہ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق ہے اول تو ایسی معاملے میں کوئی قرارداد پیش ہی نہیں کی جاسکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کسی کو ٹریبونل یا کمیشن پر شک ہے اعتراض ہے وہ اس بارے میں بتادے کہ اس کو کیا اعتراضات ہیں۔ تاکہ اس ایوان میں اس اعتراض کو ہی پیش کیا جائے۔ اگر وہ جج سے مطمئن نہیں ہے یا ٹریبونل یا انکوائری میں کوئی ایسی چیزیں پیش ہو رہی ہیں تو وہ معزز ایوان کو بتادے کہ ان کو کس چیز پر اعتراض ہے اب جبکہ ایک ٹریبونل اور کمیشن مقرر ہوچکا ہے کمیشن مقرر ہوچکا ہے۔

تو ہمیں بھی ان لوگوں سے ہمدردی ہے جن کی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ وہ ہمارے بلوچستان کے لوگ ہیں۔ ہمیں اس کے بارے میں کوئی خوشی نہیں ہے اور جو ہمارے اس معزز ایوان کی جو میجارٹی پارٹی ہے ہمارے وزرا صاحبان کو چاہئے کہ وہ سی ایم صاحب سے کیبنٹ میں بات کریں ایک ڈپٹی کمشنر کے تبادلے کے لئے اسمبلی میں قرارداد لانا اور اس کو پاس کرانا یہ بذات خود اس ایوان اور میجارٹی پارٹی کے لئے نقصان ہے۔ اگر یہ لوگ سرکاری بینچز پر بیٹھ کر نہیں سمجھتے ہیں اپنی حکومت کے خلاف سے

اور اپنے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔ تو یہ بہت بری بات ہے میں خاص کر کچکول صاحب کو کہتا ہوں وہ جمہوریت کا بہت بڑا چمپئن بنتا ہے۔ کیبنٹ میں یہ بات یہ کرے اور لوگوں کو بتائے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ اگر وہ سرکاری بینچز پر بیٹھ کر لوگوں کو بتائے کہ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ اگر وہ سرکاری بینچز پر بیٹھ کر لوگوں کو ظلم کے بارے میں بتا رہا ہے تو وہ خود حکومت کا ایک حصہ ہے۔ اس کا فرض ہے چیف منسٹر سے مل کر لوگوں کو اس ظلم کے بارے میں بتائے۔ ایک ڈپٹی کمشنر کا ٹرانسفر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : آپ تقریر کر رہے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں (شور) ملک صاحب ابھی اس سانحہ پر بحث ہو رہی ہے۔ ریزولیشن ابھی پیش نہیں ہوا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ (شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر : ملک صاحب ہم نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔

سردار محمد اختر مینگل : جناب ابھی تک قرارداد آئی نہیں ہے میرے خیال میں ملک صاحب ابھی تک اسے پڑھ نہیں رہے ہیں۔ قرارداد دوسرے نمبر پر ہے۔ ابھی تک تو اس پر بحث ہو رہی ہے اور اس کے ٹریبونل پر بحث نہیں ہو رہی ہے۔ رول 73 کے تحت بحث ہو رہی ہے۔ آپ سرور صاحب جتنا بیوروکریسی کو خوش کریں آپ کی منسٹری نہیں بڑھے گی۔ آپ بیٹھے رہیں بیوروکریسی ایسی نہیں ہے جو اس پر نرم ہو جائے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ : حکومت کے وزراء اپنے خلاف تقریریں کر رہے ہیں۔ خود قرارداد مذمت لانا چاہتے ہیں۔ ایسی چیزوں پر چلتے ہیں تو ان کو استعفیٰ دے کر ان بینچوں پر بیٹھانا چاہئے۔ تاکہ وہ آزادی سے بات کر سکیں۔

سردار محمد اختر مینگل : ملک صاحب یہاں کرسیاں بہت خالی ہیں۔ آپ بسم اللہ کریں وہ بھی آجائیں گے یہاں میں اور باری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر : سید شیر جان صاحب

سید شیر جان بلوچ : جناب اسپیکر 12 جولائی کو جو واقعہ یہاں پر رونما ہوا یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے یہ واقعہ جو کہ ایک معمولی مسئلے پر چھیڑ دیا گیا ہونا یہ چاہیئے تھا کہ وہاں کے عوام وہاں کے معتبرین ہمارے ڈپٹی کمشنر صاحب ملاقات کرتے اس مرحلے پر جناب اسپیکر کرسی پر متمکن ہوئے وہ ان سے مذاکرات کرتے ان کی جو ہاسپٹل کی جگہ ہے ایسی جگہ متعین کرتے۔ جو آواران کے عوام کے خواہشات کے مطابق ہوتا اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم ہسپتال بنا کس لئے رہے ہیں اگر ہم ایک ہسپتال بنا رہے ہیں تو آواران کے عوام کے لئے بنا رہے ہیں۔ اب آواران کے عوام کہتے ہیں کہ اس کو یہاں بناؤ تو وہاں پر گولیاں چلاؤ لاشیں گروا یہ کہاں کا انصاف ہے اسی طرح سے جناب اختر صاحب نے کہا تھا یہ زیادتیاں اس وقت نہیں بلکہ برسوں سے ہو رہی ہیں۔ جیونی کا واقعہ سنایا پانی کے مسئلے پر وہاں پر جلوس نکلا۔ اور وہاں پر معصوم طلبہ یاسمین گل اور دوسروں کو قتل کر دیا گیا پھر یہاں پر انکوائری کنڈکٹ ہوئے اور چلتا رہا وہاں کا ڈپٹی کمشنر وہاں کا تحصیل دار وہاں کا اسسٹنٹ کمشنر وہ صاف نکلے۔ اور بے گناہ جو ہوا وہ پانی مانگ رہا تھا اسی طرح سے آواران کا مسئلہ ہمارے سامنے آیا میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ہم جو حقوق آواران کے لوگ مانگ رہے ہیں جلسے کر رہے ہیں کہ ہمارا ہسپتال یہاں پر دے دو اور ہاسپٹل بھی مل گیا ہے اور اس کے عوض ہم ان کو ماریں ان کو قتل کریں ان کی لاشیں گرائیں اور یہ واقعہ رونما ہوا۔ اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد جہاں تک میری معلومات ہے ہمارے معزز راہ نما سردار اختر جان۔ ثناء اللہ جب یہ سارے وہاں پر چلے گئے تو وہاں کے انتظامیہ نے اس کی مذمت کے لئے جلوس نکالنا چاہتے تھے اس پر پابندی لگا دی اور جلوس نہیں نکالنے دیا۔ کہ یہ بات نہیں کریں۔ اب سرور خان کاکڑ کہتے ہیں کہ عوام پر جو زیادتی ہوتی ہے اب اسمبلی میں بھی بات نہ کریں یہ زیادتی کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر یک طرفہ کارروائی نہیں ہونی

چاہئے۔ اب احترام کرتے ہیں کہ چیف جسٹس نے وہاں پر انکوائری کے لئے جج مقرر کر دیا لیکن یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہئے کہ جنہوں نے یہ سانحہ کھڑا کر دیا جنہوں نے یہ بہت بڑا ایشو اٹھایا وہیں انتظامیہ وہاں پر ہے اپنی فیور میں گواہیاں کرا رہی ہیں اپنے آپ کو بری الذمہ کرنے کے لئے ہر ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے اور جو عوام ہیں ان کو ہیلی کواپٹروں کے ذریعے آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر کوئٹہ خضدار یا مچھ جیل روانہ کر دیا گیا۔ اب ہمیں سمجھ میں نہیں آتا کہ ملزم خود انصاف کرے۔ یعنی جو سانحہ جن لوگوں نے کھڑا کر دیا ہے وہی انصاف کر رہے ہیں کہ ہم نے خود کر دیا ہے ہم خود انصاف کریں گے۔ ظاہر ہے وہ خود انصاف کیسے کریں گے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح کچکول صاحب نے کہا قانون کے حوالے سے یک طرفہ کارروائی نہیں ہونی چاہئے وہاں کے جو ڈپٹی کمشنر ہیں وہاں کے اے سی ہے ان کو وزیر اعلیٰ صاحب فوری طور پر کوئٹہ لائیں۔ پھر ان کے لیویز وہاں کے عوام وہاں کے جو نمائندے ہیں وہاں کیا تحقیقات کرتے ہیں اگر وہ صاف ستھرے ہو جائیں تو ہے پھر اسی اسٹیشن پر پھر ان کو متعین کر دیا جائے۔ لیکن انصاف کے تقاضے پورے ہونے چاہئیں جناب اسپیکر میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ سرور صاحب جو ہیں ایک طرف وہ کہتے ہیں کہ کیبنٹ میں جو ہو وہ اپنی نمائندگی کے حق سے عوام کے حقوق کے بات کرنے سے اس لئے محروم ہو جائیں کہ وہ منسٹر ہے وہ اگر منسٹر ہے عوام کا منسٹر ہے۔ اور آواران میں عوام ہی قتل ہوئے ہیں اس کے متعلق کوئی بھی منسٹر کچھ بھی ہو وہ تو عوام کے لئے بول سکتا ہے اس ملک کے لئے اس صوبے کے لئے جو اس کے فائدے میں ہے جو اس کے لئے انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوں۔ یہ تو نہیں ہے جو منسٹر ہو گیا اس کے منہ پر تالا لگا دو۔ کہ وہ کوئی بات نہ کرے۔ صرف گاڑی اٹھائے جھنڈا لگا کر چلے۔ ایسا تو کوئی قانون نہیں کہ پورے بلوچستان میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اس کو آنا چاہئے۔ مجھے جھنڈے کی ضرورت نہیں ہے۔ جھنڈا تو سرور صاحب آپ کتنی تعریفیں

کرتے ہیں آپ کو نہیں ملتا ہے میں تو ایک غریب آدمی ہوں۔ آپ نے تو ساری بیورو کریسی کو آسمان پر اٹھایا پھر بھی آپ کو نہیں مل رہا ہے میرا کیا قصور ہے۔

جناب اسپیکر : (دوبارہ اس مرحلہ پر جناب اسپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) آرڈر۔

سید شیر جان بلوچ : تو جناب اسپیکر صاحب میں کہتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے یہاں پر بولنے کا حق ہمیں یہاں دیا۔ اور یہ ہمارا حق بھی تھا اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس قرارداد کے حوالے سے اور تحریک التوا کے حوالے سے انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں گے۔ شکریہ

جناب اسپیکر : شکریہ میر محمد اکرم

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر) : جناب اسپیکر ہمارے ساتھیوں اور اپوزیشن کے لیڈر سردار محمد اختر مینگل نے تفصیلاً گفتگو کی اور سردار ثناء اللہ صاحب نے تفصیل سے ذکر کیا کچکول نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ میں بھی کچھ اس پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں سرور صاحب خان کو کہتا ہوں کہ اسمبلی بحث مباحثہ کی جگہ ہے۔ تو ایک تو اپوزیشن کا بحث کرنے کا طریقہ کار ہوتا ہے ایک حکومت کے ارکان کا بحث کا طریقہ کار ہوتا ہے۔ لیکن اس پر بات ہوسکتی ہے اور یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے تو کہنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ آواران بلوچستان کا سب سے بڑا پسماندہ علاقہ ہے۔ آواران کے عوام اور وہیں کے ایم پی اے کی کوششوں سے پچاس بیڈ کا ہسپتال منظور ہوا اس کی منظوری کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے عوام کی رائے اگر تقسیم نہ ہوتی تو یہ بدقسمت واقعہ پیش نہ آتا۔ عوام کی رائے جب اس مسئلے پر تقسیم ہوئی عوام دو حصوں میں تقسیم ہوئے تو پھر یہ احتجاج ہوا اور بات انتظامیہ تک پہنچی۔ تو وہاں کے لوگوں کا یہ ایک بہت بڑا دیرینہ مطالبہ تھا چاہئے تو یہ تھا کہ اس مسئلے کو بڑی خوش اسلوبی سے حل ہوتا تاکہ یہ

بدقسمت واقعہ پیش نہ آتا وہاں کے مظلوم اور غریب لوگوں کا پچاس بیڈ کا ہسپتال بنتا۔ اور یہ علاج معالجہ کے لئے ان کو دور نہ جانا پڑتا۔

لیکن ان کو صرف احتجاج کو روکنے ان کو کنٹرول کرنے کی بجائے ان غریبوں کو ان کے گھروں میں وہی لاشوں کے تحفے ان کو ملے۔ تو اس سلسلے میں میں بھی بیوروکریسی کو بری الذمہ نہیں کہہ سکتا کیونکہ روکنے کے بہت سے طریقے تھے ایک تو یہ تھا ان کو شیلنگ کرتے یا ان کو اپنے لیویز کے ذریعے کنٹرول کرتے۔ کیونکہ اتنا بڑا ہجوم وہاں پر نہیں تھا۔ تو یہ مار دھاڑ کے طریقے شہری لوگوں کو آتا ہے وہ تو دیہاتی لوگ ہیں۔ ان کو احتجاج کرنے کا یہ طریقہ نہیں آتا کہ گھر کو جلائیں جھنڈے کو جلائیں۔ اس طرح سے بہت سے دوسرے طریقے بھی تھے اس پر عمل کرنا چاہیئے تھا۔ تو مختصر میں کہتا ہوں کہ اس پر ایک ایسی انکوائری یا کمیٹی بٹھائی جائے جو متاثر نہ ہو اس وقت ڈی سی صاحب فریق وہاں پر ہیں جو بھی فریقین لیویز ہوگا جو بھی جمعدار ہوگا یا دوسرا کوئی ماتحت ہوگا تو ظاہرہ وہ اپنے اثر رسوخ کو استعمال کرسکتا ہے تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے اس کو معطل کرکے وہاں سے ٹرانفر کردیا جائے تو یہ انکوائری ہوسکتی ہے۔

جناب اسپیکر : شکریہ حاجی محمد شاہ مردان زئی صاحب

حاجی محمد شاہ مردانزئی صاحب : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر آواران کا واقعی مسئلہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے لیکن بات یہاں آتی ہے تو ایک بندے کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔ مجمعہ میں آواز لگا رہا تھا کہ مجھے پیاس لگی ہوئی ہے مجھے پانی دے دو کسی ایک آدمی نے کہا تھا افسوس کی بات ہے آپ کے ہاتھ میں تو بھرا ہوا گلاس ہے آپ لوگوں سے کیا مانگ رہا ہے قرارداد تو ہم اسمبلی میں پاس کرلیں گے لیکن اس پر عمل درآمد کون کریں گے۔؟ یہ افسوس کی بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ سرور خان کاکڑ ٹھیک بول رہا تھا یہ ہماری کیبنٹ کا مسئلہ تھا ایک ڈی سی کا

ٹرانسفریا ان کا معطل کرنا کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کیا ہمارا گورنمنٹ اتنی بے اختیار ہے۔

جناب اسپیکر : آپ کو معلوم ہوگا

حاجی محمد شاہ مردانزئی صاحب : میرا مقصد یہ ہے کہ یہ کیبنٹ میں آتے اور کیبنٹ میں ہم یہ مسئلہ حل کرسکتے تھے اس طرح ہمارے علاقے میں بھی مسئلہ ہوا تھا لیکن ہم انہیں چیف منسٹر کے پاس لے گئے اور یہ مسئلہ حل ہوگیا تو انشاء اللہ یہ بھی مسئلے حل ہو جائیں گے ہم اس سے عمل درآمد کس سے کروائیں گے اختر مینگل سے تو نہیں کروائیں گے یہ تو ان کا کام تھا یہ نشاندہی کرتے قرارداد تو پاس ہوسکتا ہے پاس ہو یہ سفارش ہے ہم نے کر دیا تو گورنمنٹ پر اس پر تو عمل درآمد تو نہیں کرے گی تو اس کے ساتھ میں متفق ہوں کہ واقعی اس کا ٹرانسفر ہونا چاہئے اگر وہ وہاں پر ہے تو یہ انکوائری انصاف دار نہیں ہوسکتی ہے شکریہ۔

جناب اسپیکر : ارجن داس بگٹی صاحب

مسٹر ارجن داس بگٹی صاحب : جناب اسپیکر صاحب آوار ان کے اس سانحہ پر بحث ہو رہی ہے میں شکر گزار ہوں آپ کا کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے جناب اسپیکر آج کی اس جان لیوا مہنگائی کے اس دور میں اگر کوئی چیز جو پہلی سے بھی سستی ہوئی ہے وہ انسان کا خون ہے بات بات پر کسی انسان کو قتل کر دینا ایک عام بات بن گئی ہے جناب اسپیکر ہر صبح اخبار کی خبر خیریت کی خبر نہیں ہوتی پہلے تو ان کے صفحات سیاسی لیڈروں کے ایک دوسرے پر الزامات سے بھرے ہوئے ہوتے تھے اب ان کے ساتھ ساتھ قتل خون ریزی بھی ایک معمول کی اور روزمرہ کی خبر بن گئی ہے۔

ملک محمد سرور خان : جناب اسپیکر پوائنٹ میں ارجن داس بگٹی سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ روز ڈیرہ بگٹی میں کتنے قتل ہو رہے ہیں۔

جناب اسپیکر : ملک صاحب یہ سوال ارجن داس بگٹی کا ہے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ تشریف رہیں۔

ارجن داس بگٹی : آج اس قدر ارزانی ہوگئی ہے انسانی خون کی کہ اس میں معصوم بچے اور خواتین کی حرمت اور تقدس کو بھی کوئی مد نظر نہیں رکھ پا رہا ریاست کی دہشت گردی کا یہ عالم ہے کہ پورے ملک میں نہ تو کسی کی جان محفوظ رہی اور نہ مال چادر اور چار دیواری کا تقدس بھی آج کے حکمرانوں کے وقت پامال ہوتا چلا آرہا ہے آواران کا واقعہ ہو یا ڈیرہ بگٹی کے واقعات یا داتا دربار کے واقعات یا صوبہ پنجاب کے یا صوبہ سندھ کے خون ناحق کا حساب تو اب لگتا ہے حساب ہو چلا ہے ہمارا ملک اور صوبہ جو امن کا گہوارہ ہوا کرتا تھا اب اس سے خون کی بو آرہی ہے۔ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں نے آج سارے ملک عفریت زدہ بنا دیا ہے جبکہ جمہوری نظام میں لوگوں کے ساتھ کبھی بھی نہیں کی جاتی مگر اس دور میں تو لوگوں کے درمیان دانستہ نفرتیں اور فاصلے پیدا کئے جارہے ہیں جہاں جمہوریت ہوتی ہے وہاں اس انداز کی ناانصافیاں نہیں ہوتی ہیں سیاسی عدم استحکام اقتصادی بحران کی سنگینی سیاسی کشمکش سماجی غربت نے قوم کو ایسے دورائے پر لاکر کھڑا کر دیا ہے جس کا حل لگتا ہے آج کے حکمرانوں کی بس کی بات نہیں رہی موجودہ دور میں جمہوری قدروں کی پامالی حزب اختلاف کے رہنماؤں کے خلاف انتقامی کارروائیاں حکمرانوں کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت بن چکی ہے گزشتہ روز

ماضی قریب آواران کے اندر فرنٹیئر کور کے ہاتھوں دس کے قریب معصوم شہریوں کا قتل اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے جناب اسپیکر اس کے علاوہ ڈیرہ بگٹی میں حکومت نے ریاستی جبر کی کارروائیاں بھی تیز کر دی ہے میں اس بات کی طرف آپ کی اور قائد ایوان کی توجہ بھی مبذول کرانا چاہوں گا کہ اتوار کی صبح ڈیرہ بگٹی کے شمال میں جے ڈبلیو

پی کے سربراہ اور رکن قومی اسمبلی و سابق وفاقی وزیر میر احمد نواز بگٹی کے قدیمی غیر آباد قلعے کا بلا اشتعال معاصرہ کر کے ایک وفاقی ایجنسی کے دستور نے ٹریکٹروں اور بلڈوزروں کے ذریعے نصف درجن سے زاہد مکانات اور کمرے مسمار کر دیئے ہیں یہ حکومت کی انتقامی کارروائیوں کا تسلسل ہے جس کی پر زور مذمت کرتے ہے جناب اسپیکر جمہوری قدروں کی پامالی جمہوریت کے تسلسل کو روکنا یہ ایک غیر اخلاقی، غیر سیاسی، غیر آئنی ایک سازشیں ہے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے جس کی اس بات کے حوالے سے جس کی تصدیق ہمارے آنریبل کولیکس سرادر اختر مینگل صاحب آنریبل سردار ثناء اللہ خان زہری صاحب اور ہمارے دیگر ممبران کچکول علی صاحب اور اکرم صاحب کرچکے ہیں ہم مطالبہ کرتے ہیں ایسے غیر جمہوری اور اس قسم کے غیر اخلاقی دہشت گردیوں کو روکا جائے شکریہ۔

جناب اسپیکر : جعفر خان مندوخیل صاحب

شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب (وزیر) : بسم اللہ الرحمان الرحیم شکریہ جناب اسپیکر آج آواران کے اس افسوس ناک واقعہ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ یہ واقعی یہ انتہائی افسوس ناک واقعہ ہے کسی ایک شہری کی جان بھی میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے زیادہ قیمت رکھتی ہے جبکہ یہاں نو دس افراد شہید ہوئے ہیں یا مارے گئے ہیں تو ہم خود ہی اس کی مذمت کرتے ہیں اور اس بات پر افسوس بھی کرتے ہیں کہ ایسا واقعہ کیوں ہوا بہرحال جہاں تک ہماری بینچوں کا تعلق ہے ٹریژری بینچز کا حقیقتاً" میں یہ کہوں گا کہ ہم تو عمل در آمد کرنے والے لوگ نہیں ڈی سی صاحب ایک دستخط سے ٹرانسفر ہوسکتے ہیں ایک دستخط سے معطل ہوسکتے ہیں سردار صاحب بحث کر رہے ہیں یا ارجن داس صاحب بحث کر رہے ہیں یا مولانا باری صاحب بحث کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے یہ فورم آف اسمبلی ان کے لئے زیادہ موضوع ہے لیکن جہاں تک

ٹریژری بینچز والے ہیں ان کے لئے حکومت ہے ہم کو چاہئے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کے اس پر ڈسکس کریں اور یہ دیکھیں کہ واقعہ اس میں ڈپٹی کمشنر کا یا کسی اور کا اس میں قصور ہے تو اس کو معاف نہیں کرنا چاہئے کسی بھی صورت میں کسی ایک ڈپٹی کمشنر یا کوئی ایک سرکاری اہلکار اس کا مستحق نہیں ہے کہ اس کو معاف کر دیا جائی اگر وہ قصور وار اور گناہ گار ہے یہاں دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اس واقعے کو سیاسی رنگ زیادہ دیا جا رہا مذمت کی آڑ میں سیاسی رنگ زیادہ دیا جارہا ہے اور یہاں تک ایک کتابچہ شائع کیا گیا ہے بی این ایم اور بلوچ اسٹوڈنٹس کی طرف سے اس میں بھی وہاں کے جو ایم پی اے ہے میر عبدالمجید بزنجو صاحب واقعے کی رخ اس کی طرف موڑنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ ایک تاثر دیا گیا ہے کہ اس کی ایماء پر یہ ہوا ہے جبکہ حقیقتاً" یہ بات اس طرح ہے مجید صاحب تو الیکشن کے بعد کا کوئٹہ میں ہی بیٹھے ہوئے ہیں ہر ڈسٹرکٹ میں واقعات ہوتے ہیں افسوس ناک واقعات بھی ہوتے ہیں جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ بھی کم ہوتی ہے لیکن سیاست سے ہٹ کر انسان ایک انتظامی لیول پر فیصلہ کرنا ہوگا تو Chief minster is the best forum ژوب کے ڈسٹرکٹ میں کچھ کارروائی ہو رہی تھی جیسا کہ محمد شاہ مردانزئی صاحب نے کہا ہم گئے چیف منسٹر صاحب کے ساتھ بات کی کہ یہ انتظامیہ ہاتھوں زیادتیاں ہو رہی ہے انہوں نے انتظامیہ کو تبدیل کر دیا کوئی اس طرح ایک مشکل واقعات نہیں ہے۔

یہ کام نہیں ہونا چاہئے اگر ہوتا ہے تو ہم کہہ دیتے ہیں پھر یہ کام رک جاتا ہے اور تصفیہ ہوجاتا ہے پھر شروع کرلیتے ہیں۔ اگر اس کو بہتر طریقے پر ڈیل کیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں تو یہ واقعہ نہیں ہوتا اگر ایک غلطی ڈپٹی کمشنر سے ہوئی اس نے کہا کہ بند کردو تو جو ٹھیکہ دار ہے بھی اس میں شامل ہے جو جیل بھی گیا ہے اور تو کسی نے اس پر پستول نہیں تان رکھی تھی کہ تم خواہ مخواہ یہ ہسپتال بناؤ وہ بھی یہ ہسپتال روک سکتا تھا۔ ہم

گورنمنٹ میں ہیں تو کسی نے ہم سے نہیں پوچھا نہ اتنا کوئی ٹائم لمٹ دیا ہے اور نہ ہی ان پر اتنا جرمانہ لگایا ہے اس طرف دیکھنا چاہئے۔ دوسرا یہاں کہا گیا کہ پانچ میل' پانچ کلومیٹر پر ہے یہ پانچ کلومیٹر نہیں ہے یہ زمین نہ وہاں کے ایم پی اے نے سلیکٹ کی ہے محکمہ صحت کے افسران گئے تھے انہوں نے از خود یہ زمین سلیکٹ کی ہے ایم پی اے کا اس سلیکشن میں کوئی کردار نہیں ہے وہ کوئٹہ میں بیٹھے ہوئے ہیں بہرحال کوئی بھی اعتراض آجاتا اسی کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر کو سوچ کر کے دیکھ لیتے تو یہ واقعہ نہیں ہوتا۔ جو عوامل اس کے پیچھے ہیں انہوں نے اس کو اتنا بوسٹ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں سیاسی عناصر کا عمل دخل زیادہ ہے انہوں نے اس کو سیاسی رخ زیادہ دینے کی کوشش کی ہے بجائے اس کو انتظامی طور پر کنٹرول کرنے کے اس کا ایک فیصلہ کرانے کے پھر ٹھیکہ دار محمد حسن جو ہے وہ خود ہی کام روک لیتے تو یہ واقعہ نہ ہوتا مجھے پتہ ہے نہ اس نے کسی سے پوچھا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ ٹھیکہ دار خود ہی ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ یہاں جو انکوائری کی بات چلی ہے انکوائری تو ہماری حکومت نے چیف جسٹس سے پرکونسٹ کی ہے کہ اس انکوائری کرائیں۔ اس کے لئے باقاعدہ ٹریبونل مقرر کیا ہے۔ ہاں اگر جو ایوان میں یہ بات کہی گئی کہ ڈپٹی کمشنر انکوائری پر اثر انداز ہو رہا ہے تو وہ غلط ہے اس کو ہماری گورنمنٹ انشاء اللہ دیکھے گی اگر کوئی انکوائری پر اثر انداز ہو رہا ہے اس کو معطل بھی کیا جاسکتا ہے اس کو تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے۔ یا واقعی وہ اس وجہ سے رکاوٹ بن رہا ہو ہم انکوائری کے خلاف نہیں ہیں ہم تو دیکھتے ہیں کہ انکوائری ہو اور واقعی اگر کوئی مجرم ہو تو اس کو واقعی سزا ملے۔ لیکن اس کو سیاسی طور پر زیادہ نہ اچھالا جائے۔ بلکہ اس کا انتظامی حل جو ہے وہ بہترین حل ہے۔ بہت شکریہ

جناب اسپیکر : شکریہ میر عبدالنبی جمالی

میر عبدالنبی جمالی (وزیر) : جناب اسپیکر صاحب آپ کا بھی شکریہ آپ نے مجھے بھی موقعہ دیا میں زیادہ وقت نہیں لوں گا صرف دو منٹ عرض کروں گا۔ وہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز کی جائے جس میں صحیح انصاف ہو۔ تاکہ لوگوں کو بھی یہ پتہ چلے اور جو مقتولین جو مرگئے ان کے ورثاء کو بھی یقین ہو کہ ان کے ساتھ انصاف کیا جارہا ہے میری یہ گزارش ہے پہلے تو ان افسران کو جب بیٹھے رہیں گے تو یہ کبھی انصاف نہیں ہونے دیں گے۔ ان افسران کو ایک دم تبدیل کیا جائے تاکہ انصاف ہو۔ رب العزت فرماتے ہیں میں دو چیزیں نہیں بخشوں گا وہ کونسی چیزیں ہیں اللہ تبارک تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ ایک میرے ساتھ کسی کو شریک کرے۔ وہ کبھی نہیں بخشوں گا دوسرا کسی کا قتل کرو جب تک اس کے ورثا آپ کے ساتھ صلح نہیں کرلیں اور خوش نہ ہوجائیں وہ بھی نہیں بخشا جاتا لہذا میری گزارش یہ ہے کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ان کو ہٹایا جائے اور وہاں پر غیر جانبدار آفیسر رکھے جائیں تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہوں اور صحیح حقیقت سامنے آجائے کہ بھائی گولی سینے میں لگی ہے یا بھاگتے ہوئے پیٹھ میں لگی ہے۔ یا کیسے لگی ہیں کیا واقعہ ہوا ہے۔ کیا نہیں ہوا ہے میری گزارش یہ ہے کہ انتظامیہ کو وہاں سے ہٹایا جائے اور بزنجو صاحب جب سے الیکشن لڑکر آئے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں ان کی اپنی دشمنیاں ہیں وہ وہاں جاتے بھی نہیں ہیں ان پر الزام لگانا۔ یا ان کے خلاف اس بات کو اچھالنا یہ سراسر غلط ہے اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی ان بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور سی ایم صاحب کا بھی پیپلز پارٹی والے بھائی بھی ہمارے ساتھ آگئے اور وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے اور انشاء اللہ دوسرے بھائی دوست جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی آجائیں گے تاکہ ہم سب مل کر اس صوبے کی خدمت کرسکیں۔ شکریہ

جناب اسپیکر : ڈاکٹر سردار محمد حسین صاحب۔

ڈاکٹر سردار محمد حسین : جناب اسپیکر سانحہ آواران کا ایک سنگین مسئلہ ہے اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے میرے خیال میں کم ہے۔ جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہوگیا ہے اس کے لئے سارے سیاسی پارٹیوں نے اپنے حوالے سے مختلف اوقات میں باتیں کی ہیں۔ اس مسئلے کے لئے جو ایک کمیٹی مقرر کیا گیا ہے میرے خیال میں جب کوئی مسئلہ ہوتا ہے یا اس کے لئے کمیٹی مقرر کی جاتی ہے یا وہ کیس عدلیہ میں جاتا ہے سی ایم صاحب نے جو کمیٹی مقرر کی ہے تو وہ میرے خیال میں اس کا ایک Salution ہے کہ جب تک آپ کمیٹی مقرر نہیں کریں گے آپ اس مسئلے کا صحیح حل اور انصاف نہیں کرسکتے ہیں لیکن جب تک اختر صاحب نے کہا کہ وہ آفیسر جس کو آج مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے اگر وہ خود موجود ہو اور اس کی موجودگی میں کمیٹی بیٹھے اور اس کو لوگوں کے بیانات سننے چاہئیں۔ تو میرے خیال میں یہ اس چیز کو انصاف نہیں کہتے ہیں یہ انصاف میں کمی ہو میری وزیراعلیٰ صاحب سے گزارش ہے جیسے ڈی سی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کو ٹرانسفر کیا جائے اور جو انہوں نے کمیٹی مقرر کی ہے اور کمیٹی پر یقین کیا جائے کیونکہ اگر واقعہ مجرم ہے اس کو معطل کیا جائے سزا ملنی چاہئے اس کو معاف نہیں کرنا چاہئے جو شخص کسی بھی کیس میں چاہے وہ چھوٹے کیس میں یا بڑے جس میں بھی ملوث ہے اس کی سزا اس کو ملنا چاہئے اس کا طریقہ کار ہے اس کو پہلے معطل کرنا چاہئے اگر وہ بری الزمہ ہے تو وہ اپنے پوسٹ پر بھی جاسکتا ہے وہ ٹرنسفر بھی ہوسکتا ہے اگر وہ ملوث ہے تو قانون کے بمطابق جو اس کی سزا قانون کے مطابق بنتی ہے اس کو ملنا چاہئے کیونکہ ہمارا تعلق ایک پارٹی سے ہے میں آج اس اسمبلی کے فورم میں یہ کہنا مناسب سمجھوں کہ ہمارے ایک ایم این اے کے خلاف ایک کیس ہے اب تک کیس اس کے خلاف ثابت نہیں ہوا ہے پھر بھی مرکز میں اس کے خلاف تحقیقاتی کمیٹی مقرر کیا گیا ہے تو ہر مسئلے کا حل یہ ہوسکتا ہے اس کے لئے تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جاتی ہے جب تک کمیٹی کا فیصلہ نہ آئے اس وقت تک آپ نہ کسی کو سلامت کہہ سکتے ہیں اور

ملامت کہہ سکتے ہیں سلامت کرنے والا ملامت کرنے والا اس کی ڈیوٹی میں ہے وہ انکشافات کرے اور لوگوں کے بیانات لے لے اور اس پر کارروائی کرے جو کمیٹی مقرر کی گئی ہے اس کے حق میں ہیں۔ جج کو اس کے لئے مقرر کیا ہے میرے خیال میں اس ملک میں ایک جج سے زیادہ ایمان دار یا باوثوق یا حقدار آفیسر نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ شکریہ

جناب اسپیکر : مولانا عبدالباری

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر یہ سانحہ آواران کے بارے میں جو یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور اس قرداد داد کا میں بھی محرک ہوں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سانحہ نہیں ہے بلکہ یہ حکومت بلوچستان کا عوام کے لئے ایک عبرت ناک واقعہ ہے جناب اسپیکر ایک تو دس آدمی مارے گئے ہیں اور شہید ہو چکے ہیں اور بیس آدمی زخمی ہیں یہ قتل کرنا کوئی معمولی جرم نہیں ہے نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غیض و غضب اتنا غالب آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو اوپر بالا مخلوق ہے اس مخلوق میں مقدس مخلوق عرش رحمانی وہ ہلتا ہے اور لرزتا ہے یہ ایک ایسا واقعہ نہیں ہے کہ اس واقعہ کی وجہ سے بلوچستان کے عوام اور یہ اسمبلی کے ممبرز وزراء ہیں اس وجہ سے پریشان ہیں اور غم زدہ ہیں بلکہ اس واقعہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق پریشان ہے اور دوسری حدیث میں آتا ہے نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی قتل کرتا ہے اور کوئی آدمی قاتل بنتا ہے تو قیامت کے دن وہ آدمی حساب کتاب کے لئے یا ور حشر نشر کے لئے نکلتا ہے تو اس کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھ دیئے گئے ہیں کہ (عربی) یعنی یہ جو آدمی قاتل ہے وہ اللہ تعالیٰ کی پوری رحمت سے محروم اور مایوس ہے تو جناب اسپیکر اس حوالے سے یہ ایک سانحہ نہیں ہے بلکہ اس کو میں ایک عبرت ناک واقعہ سمجھتا ہوں اور اس عبرت ناک واقعہ کے حوالے سے میں یہ سارا الزام ایک ڈپٹی کمشنر پر جو اس ڈپٹی کمشنر میں بہت قریب سے جانتا ہوں میں اس کو مورد الزام قرار نہیں پا سکتا

ہوں بلکہ ڈپٹی کمشنر جو حکومت کا اہل کار ہوتا ہے جس طرح گھر کا ایک مالک ہوتا ہے اور مالک کا ایک غلام ہوتا ہے باہر جاکر یہ غلام مزدور کوئی ایسا کام کرے جو قابل گرفت ہو تو دنیا کے تمام قوانین میں یہ بات مسلم ہے کہ وہ گرفت سے اور سزا جو ہے وہ گھر کے مالک کو ملتا ہے تجارت میں کوئی وکیل یا نمائندہ خسارہ کرے نقصان کرے تو اس کا جو اصل مالک ہے اور اس کا لین دین کا جو اصل موکل ہے وہ مورد الزام ٹھہراتا ہے تو جناب اسپیکر اس قتل کا جو اصل مورد الزام ہے وہ حکومت بلوچستان ہے میں آواران کے دس شہیدوں کا قاتل صرف ایک ڈپٹی کمشنر کو نہیں بلکہ حکومت بلوچستان اور اس کی اتنی بڑی کیبنٹ کو سمجھتا ہوں کہ ہر ایک چیز کا ایک پس منظر ہوتا ہے ہر ایک چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے ہم لوگ ادھر تقریریں کرتے ہیں اور جلسے کرتے ہیں ہر ایک معاملہ کو اٹھا کر کے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کرنے کے کوشش کرتے ہیں جناب اسپیکر جہاں تک میں نے سنا ہے اور مختلف ذمہ دار لوگوں سے میں نے پوچھا ہے وہ کہہ رہے تھے یہ واقعہ جو ہے اصل زمین پر جھگڑا تھا ایک فریق جو وہاں کا ٹھیکہ دار ہوگا وہاں کا ٹکری ہوگا ان کی ضد تھی کہ ہماری زمین پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر بنے اور ہسپتال کا پروجیکٹ جو تین کروڑ کا پروجیکٹ ہے وہ بنے اور دوسرا فریق کا یہ زور تھا کہ ہماری زمین پر بنے تو اصل میں یہ ٹکریوں کا یا زمینداروں کا اختلاف تھا اور یہ ٹھیکہ دار اور ٹکری کا یہ انتشار منتقل ہو کر عوام کے صفوں میں آگیا عوام لڑپڑے اور عوامی حکومت جو ہے عوامی لوگ اور عوام کی قوت وہ سرکار اور ڈپٹی کمشنر کے خلاف ابھرے۔ تو جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں یہ معاملہ صرف ایک سانحہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک عبرت ناک واقعہ ہے میں حکومت بلوچستان کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ بلوچستان کے جو مختلف اضلاع ہیں اور ان مختلف اضلاع میں جو ڈپٹی کمشنر جہاں تعینات ہیں جس کو آپ بیوروکریٹ یا بیوروکریسی سمجھتے ہیں اور ہمارے وزراء صاحبان بیوروکریسی سے اور نوکر شاہی کی طاقت سے پریشان لگ رہے ہیں جناب اسپیکر یہ پریشانی ہم لوگوں نے خود کھڑا کر دیا ہے جناب

اسپیکر یہ سب کچھ ہماری پیداوار ہے یہ اپنے ہاتھوں کی پیداوار ہے اور فارسی کا ایک مقولہ ہے کہ خود کردہ را علاج نیست جب ہم خود کمزور ہیں ہم دیکھیں جب علاقائی اور قومی معاملات میں ہم خود لوگوں نے انصاف نہیں دکھایا ہے ہم خود قوم اور قبائلی جھگڑوں میں خود ملوث ہے جو ممبر صاحبان اور وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں۔ مختلف قبائل کے معززین سرداران جب ہم خود ملوث ہیں تو آپ ڈپٹی کمشنر کا جو صرف آپ کے گھر کا ایک اہل کار ہے اس سے آپ صرف گلہ نہ کریں۔ اگر کسی گھر میں جناب باپ کوئی جرم کرتا ہے اور باپ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس باپ کی جو اولاد ہے بیٹے ہوتے ہیں تو لیں باپ کے اخلاق جو عمل ہے وہ سیکھ کر کے وہ خود بھی کریں گے۔ تو جناب اسپیکر اگر ہماری حکومت خود قاتل ہے اور قتل کے معاملات میں خود ملوث ہے تو آپ کے گھر کے اہل کار ملازم مزدور ڈپٹی کمشنر آج آواران میں ملوث ہے کل آپ کا خدانخواستہ خضدار میں ملوث ہوجائیں گے پشین میں ملوث ہوجائیں گے۔ قلعہ عبداللہ کوئٹہ میں تمام ایسے واقعات میں ملوث ہوجائیں گے۔ تو جناب اسپیکر جہاں تک ڈپٹی کمشنر کی ذاتی شخصیت ہے اس کو میں بہت قریب سے جانتا ہوں اس کا جو تعلق ہے خاندانی حوالے سے وہ پشین سے ہے اور ہم کیوں دل کی بات نہ کریں کیوں ہم اس فلور پر حق اور حقیقت کی بات نہ کریں، تو جناب اسپیکر اس کو میں قریب سے جانتا ہوں یہ ایک بہت غریب آدمی ہے۔ اور خود بھی غریب پرور ہے اس وجہ سے میں مورد الزام پوری حکومت کو اور حکومت بلوچستان کو ٹھیراتا ہوں جناب اسپیکر یہ ایک الگ بات ہے کہ ڈپٹی کمشنر جس پر آج اس واقعہ کا الزام ہے تو وہ ملزم ہے جب کوئی ملزم سیٹ پر بیٹھا ہو یا کوئی قاضی قضاہ کی سیٹ پر بیٹھا ہو کوئی جج کی سیٹ پر بیٹھا ہو تو اس وقت بحیثیت ملزم اس کے خلاف تحقیق اور تفتیش نہیں ہوسکتا ہے تو جناب اسپیکر اس حوالے سے میرا مشورہ ہے کہ اگر واقعی ججمنٹ اور انصاف کرنا ہے تو ججمنٹ اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو وہاں سے ہٹالیں۔ اور اس

حوالے سے مجھے اس چیز پر شک ہے کہ حکومت بلوچستان خود انصاف اور حق نہیں چاہتی ہے اس لئے آواران کے ڈپٹی کمشنر کو وہاں رکھا ہے۔ تو سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ڈپٹی کمشنر کو وہاں سے ہٹالیں۔ جناب اسپیکر یہاں ہمارے ذاتی مفادات ملے ہوئے ہیں اور اپنے ذاتی مفادات اور رنجشوں کی وجہ سے ہم سب کچھ بیورو کریٹ پر انحصار کر رہے ہیں جناب اسپیکر حکومت بلوچستان پر صرف بیورو کریٹ کا قبضہ نہیں ہے۔ بیورو کریٹ کا قبضہ ہے سرکاری اداروں پر اور کرپشن کا قبضہ ہے مالیاتی اداروں پر تو جناب اسپیکر جب تک ان دو قوتوں کا قبضہ ہے کرپشن اور بیورو کریسی۔ جتنی بھی حکومتی کیبنٹ بڑھے اور بنے جس طرح آج مگسی صاحب کی کرامت ہے کہ بی این ایم اور پشتون خواہ کو دونوں کو ایک پنجرے میں رکھا ہے شیر اور بکرا دونوں ایک پنجرے میں رکھا ہے اور کل دو اور شیر اور بکرا..........

جناب اسپیکر : مولانا صاحب شیر کون ہے اور بکرا کون ہے۔؟

مولانا عبدالباری : اس بارے میں مگسی صاحب بتائیں گے۔ کونسا شیر کونسا بکرا کھائے گا اور مگسی صاحب نے ایک اور کرامت دیکھائی پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ جو ایک شیر اور بکرا ہے ان دونوں کو بھی اپنے پنجرے میں ڈال دیا۔ یہ معلوم ہو جائے گا کہ کون شیر ہے اور کون بکرا ہے اور کب یہ شیر بکرے کو کھائے گا۔ یہ وقت دکھائے گا آپ کو۔

موالانا عبدالباری : جناب اسپیکر جنرل جہانگیر کرامت نے اتنی کرامت نہیں دکھائی جتنی ہمارے مگسی صاحب نے کرامت دکھائی ہے جناب اسپیکر صاحب یہ ایک عبرت ناک واقعہ ہے۔ یہ جو واقعہ کل آواران میں ہوا تھا اور ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں جب تک ہم اپنی کرپشن پر بیورو کریٹس کے قبضہ اور بالادستی پر نظرثانی نہیں کریں گے۔ میں ایک وزیر صاحب کے آفس گیا تھا جب میں ان کے پاس بیٹھا اور وہ مجھے چائے پیلا رہے تھے وہ اتنے پریشان لگ رہے تھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ پریشانی

کی کیا بات ہے کیا باعث ہے۔ وزیر صاحب بتا رہے تھے کہ یہاں ہمارے دفتر پر ہمارے قلم پر اور ہمارے اختیارات پر سب کچھ پر بیورو کریٹس کا قبضہ ہے۔ جناب اسپیکر یہ جو زمینوں کے جو جھگڑے ہوتے ہیں اس میں بیورو کریٹس ملوث ہوتے ہیں جائیداد خرید لو یہاں پر ہسپتال بناؤ کہیں پر سرکاری پروجیکٹ منظور کرکے زمین خرید لوں زمین ہوتی ہے ایکڑ پانچ زار کی وہ لیتے ہیں ایک لاکھ پر۔ ہمارے اخلافات اور انتشار کی وجہ سے کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتے ہیں۔ جناب اسپیکر آپ کو یاد ہوگا زرعی کالج کے لئے ایک پروجیکٹ منظور کیا گیا تھا لیکن ہمارے اخلافات کی وجہ سے وہ زرعی کالج ہم سے چلا گیا یہاں پر کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کے الیکشن تھے دو علاقائی پارٹیاں آپس میں لڑ پڑیں اس میں کچھ مارے گئے قتل ہوئے اور ابھی تک یہ پتہ نہیں یہ معلوم نہیں کون قاتل اور و کون مقتول ہے ابھی ماشاء اللہ مگسی صاحب نے کرامت دکھا کر قاتل اور مقتول دونوں کو ساتھ بیٹھا دیا ہے ایک فوم اور ایک ہی کیبنٹ میں انھیں بیٹھا دیا۔ ابھی تک کوئٹہ میونسپل کارپوریشن کا الیکشن نہیں ہوسکا اور اسی طرح شیخ زید ہاسپٹل دیا تھا جو نوے کروڑ روپے کا پروجیکٹ تھا سریاب کے لئے اور میں نے سنا ہے کہ بیلیلی کے لئے بھی دیا تھا اسی کرپشن اور ہماری نافرمانی کی وجہ سے وہ کام ابھی تک ......

میر محمد اسلم بلیدی (وزیر) : جناب والا پوائنٹ آف آرڈر بحث سانحہ آواران پر ہو رہی ہے اور مولانا صاحب کسی اور موضوع پر بات کر رہے ہیں للذا انہیں پابند کیا جائے کہ وہ اصل موضوع پر اپنی بحث کو جاری رکھیں۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر ہماری نافرمانیوں اور ہماری بداعمالیوں کی وجہ سے سب کچھ ہو رہا ہے۔ اس میں میں ہوں یا دوسرے اور تیسرے ساتھی ہوں میں سب کا احترام کرتا ہوں سب کا احترام کرتا ہوں ذات کی حد تک سے ذات کی حد تک احترام کرتا ہوں معاملات کی حد تک نہیں ہم نے ابھی تک اپنے گریبان میں سر نہیں چھپایا ہے ہم اپنی ساری کمزوریاں کبھی بیوروکریٹس پر ڈالتے ہیں کبھی اسلام آباد پر

ڈالتے ہیں کبھی فوج پر ڈالتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم خود سیدھے نہ بنیں دوسروں کو سیدھا نہیں کرسکتے ہیں جناب اسپیکر اگر اس حوالے سے انصاف کا تقاضہ پورا کرنا ہے تو ڈپٹی کمشنر کو واپس بھجوادیں پشین ان کا گھر ہے اگر کھانا نہیں تھا تو ہم کھانے اور گھر کا بھی ان کے لئے انتظام کریں گے۔ موٹر اور موٹر سائیکل کا بھی انتظام بھی کریں گے۔ واپس بھجوا دیں اور غیر جانبدار تحقیقات کرکے اور اسی تحقیقات کے پس منظر میں جو قاتل ہے اسے قصاص اور حدود آرڈیننس کے تحت اسے قصاص کیا جائے۔

مسٹر عبید اللہ خان بابت : جناب پوائنٹ آف آرڈر جناب مولانا نے بہت اچھی تقریر کی اور ڈپٹی کمشنر کے حوالے سے اور دوسرے حوالے سے میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ پچھلے دنوں انہوں نے محترمہ کے سامنے جو سپاسنامہ پیش کیا تھا اس سپاسنامہ کو انہوں نے نہیں پڑھا تھا دراصل انہوں نے جس سپاسنامہ کو پڑھنا تھا۔ اس دن ان کا اور ہمارے دوسرے ساتھی کا جھگڑا تھا اور سارا دن جھگڑا چلتا رہا کہ سپاسنامہ کس نے پیش کرنا ہے تو انہوں نے کہا کہ اور اصل میں مولانا صاحب ان چیزوں کو نہیں پڑھتے ہیں۔

جناب اسپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اگر آپ نے تقریر کرنی ہے تو مولانا صاحب کے بعد تقریر کریں تو میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

مسٹر عبید اللہ خان بابت : اگر آپ اجازت دیں گے نا۔ اس کیس میں آپ بھی تھوڑے پرسنل ہیں۔ آپ بھی تھوڑی سی اس پر توجہ دیں اور لوگوں کی بات سنیں اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر : مولانا صاحب کے بعد آپ تقریری کریں جتنی چاہیں آپ تقریر کریں۔

مسٹر عبید اللہ خان بابت : ٹھیک ہے جناب اسپیکر صاحب۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ یہ بلوچستان کے خلاف اور بلوچستان کے عوام کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور یہاں پر بین الاقوامی سطح پر یہ سازش ہو رہی ہے کہ بلوچستان کی جو سیاسی پارٹیاں ہیں وہ آپس میں الجھ پڑیں اور بلوچستان کے جو مختلف قسم کے قبائل ہیں وہ الجھ پڑیں تاکہ یہ لڑ پڑیں۔ بالادستی اور حاکمیت ہماری ہو تو ہماری ساری سیاسی پارٹیاں جو ہیں اور جو ہمارے محترم ممبر صاحبان ہیں اور جو ساتھی حضرات ہیں اور سب دوست اس پر بیٹھیں اور اس پر آپ لوگ آج ہی نظر ثانی شروع کریں۔ آپس میں اتفاق اور اتحاد کا مظاہرہ کریں بیورو کریٹس کو قانون کا پابند کریں کیبنٹ کے فیصلوں کا پابند کریں قانون ساز ادارے اسمبلی کے جو فیصلے ہوتے ہیں قرار دادیں وغیرہ اس کی پابند کریں۔ بدقسمتی یہ رہی ہے کہ ہماری جو بھی قرارداد پاس ہوتی ہے اور تحریک پاس ہوتی ہے اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے فرعیلطی بناؤں قانون کے مطابق بناؤ یہ کرو وہ کرو ہوتا کچھ نہیں ہے۔ جناب اسپیکر بے شک سپاسنامہ پر اختلاف تھا لیکن ہمارے اور سرور خان کے اختلاف کی وجہ سے سپاسنامہ تو نہیں چلا گیا۔ ہم لوگوں نے سپاسنامہ پیش کیا آپ اور جس پارٹی کا اختلاف تھا آپ کے اختلاف کی وجہ سے زرعی کالج تو چلا گیا۔

محمد سرور خان کاکڑ : جناب ہم نے بڑے کوشش کی (آپس میں باتیں)

جناب اسپیکر : سرور خان صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں بابت صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب آپ کی تقریر ختم ہوگئی۔

مولانا عبدالباری : جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ لوگ جو مارے گئے یہ حقیقتاً" شہید ہیں کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنے حق کی لئے مارے گئے تو وہ شہید ہے۔ اب یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ قاتل کون ہے ٹربیونل کے حوالے سے غیر جانب دار تحقیقات کے حوالے سے معلوم ہو جائے کہ یہ قاتل ہے تو قاتل کو میزان

چوک پر بر سرعام پھانسی دینی چاہئے جناب اسپیکر میں نے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ لوگ بے چارے بہت غریب ہیں اور ان کی غربت کے حوالے سے مگسی صاحب تھوڑی مہربانی فرما کر ان کو امداد فراہم کرائے مالی امداد جہاں پر پروجیکٹ ہیں یہ اللہ کی مہربانی ہے اور یہ مجید صاحب کے حلقے کے لئے ایک خاص رحمت ہے ہسپتال ڈسٹرکٹ ہیڈ کواٹر میں اس انتشار کی وجہ سے اس جھگڑے کی وجہ سے منتقل نہ کیا جائے۔ بلکہ ہم اسمبلی میں بھی اس پر سے فیصلہ کرسکتے ہیں کیبنٹ فیصلہ کرسکتی ہے اور دوسرے سب پر سی ایم صاحب دے سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب اسپیکر : جناب عبداللہ بابت صاحب

مسٹر عبداللہ خان بابت : جناب آپ کا شکریہ اصل میں آواران کے مسئلہ پر جو بحث ہو رہی ہے ہماری پارٹی کا موقف یہ ہے جو عدالتی تحقیقات ہو رہی ہے اس پر عدالتی تحقیقات کا فیصلہ آنے تک اس مسئلہ پر عدالت میں ایک چیز چل رہی ہے ان کے لئے ایک انکوائری ٹیم بھی مقرر کی گئی ہے جب تک اس انکوائری ٹیم کی رپورٹ آتی ہے اس وقت تک اس مسئلہ پر بحث نہ کی جائے کیونکہ جب پہلے ہی ایک چیز اور جیسے ملک سرور خان کاکڑ صاحب نے بھی کہا کہ عدالت میں چل رہی ہے اور اس کے جو جج صاحبان ہیں وہ انکوائری کر رہے ہیں۔ اس کے لئے جو ہمارے دوسرے مختلف ساتھی جو ہیں جو اپنا نکتہ نظر بیان کر رہے ہیں حقیقت میں یہ آواران کا واقعہ یہ افسوس ناک ہے اور وہاں پر جو لوگوں پر جو گولیاں برسائیں گئی ہیں اس کے لئے اب تحقیقات ہو رہی ہے ہمارے پارٹی کا جو موقف ہے وہ یہ ہے کہ تحقیقات مکمل ہونے تک۔ اب مسئلہ جو ہے ڈپٹی کمشنر کا۔ ڈپٹی کمشنر کو میں ذاتی طور پر بھی جانتا ہوں میر جان میرے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتا بھی رہا ہے۔ اور میرے ساتھ جیل میں بھی رہا ہے میر جان کو میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میر جان ایک اچھا آفیسر تھا۔ اصل میں یہ جو واقعہ ہوا ہے اس واقعہ پر ہمارا یہ ہی موقف بنتا ہے کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے اور تحقیقات کے بعد

اصل چیز سامنے آجائے گی۔ اب جیسے مسئلہ وہاں پر ہسپتال کی زمین کا ہے ہسپتال کی زمین کا مسئلہ ہر علاقے میں ہوتا ہے۔ ایم پی اے کی ایک مرضی ہوتی ہے۔ لوگ دوسری جگہ بنانا چاہتے ہیں اور ہیلتھ والوں نے پھر اپنا Critaria رکھا ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کہ ایک ڈسپنسری کو اپ گریڈ کرو پھر اس کے بعد بی ایچ یو کو اپ گریڈ کرو اس میں ورلڈ بینک کا بھی اپنا مسئلہ ہوتا ہے۔ جب تک یہ پوری چیزیں ہمارے سامنے نہیں آجائیں اس وقت تک ہمیں تحقیقات پر خاموش رہنا چاہئے۔ جب اس پر تحقیقات ہوجائے گی اس کے بعد ڈپٹی کمشنر کے تبادلہ کا مسئلہ تھا یا کوئی دوسرا مسئلہ تھا وہ تو ہم خود بھی جیسے ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ کیبنٹ کی میٹنگ میں بھی ہم بول سکتے ہیں کہ اس ڈپٹی کمشنر کو ہٹا دیں اور جو مسئلہ ہمارے مولانا صاحب نے یہاں پر پیش کیا کہ آج یہ سارے اکھٹے بیٹھے ہیں ہم پہلے بھی اکھٹے تھے یہ نہیں کے اس صوبے کے حوالے سے یہاں پشتون اور بلوچ جب تک اس صوبے میں ہوں گے۔ وہ اکھٹے رہیں گے۔

تو جھگڑا یا تو بیوروکریسی تو ہماری اچھی ہے انہوں نے جو لکھ سکے لکھا۔ کہ یہ جو ہے کہ یہ ساری دنیا کی عظیم عورت ہے اور یہ لیڈر ہے اس نے کتنے عوام کے مسئلے حل کئے وہ محترمہ کا جتنا لکھ سکتے تھے۔ مولانا کا اور سرور خان کا تو جھگڑا تھا آخر میں مولانا صاحب کو کہا اس نے عینک بھی دوسری لگائی۔ اس کے بعد جو وہ سپاسنامہ تھا وہی پڑھ دیا بیوروکریسی والا جب اس نے یہ پڑھا وہاں پر سرور خان کو غصہ آیا۔ ملک صاحب تقریر کے لئے اٹھے۔

جناب اسپیکر : آرڈر I Call the House in order مسٹر عبید اللہ بابت جب وہ تقریری کے لئے اٹھے یہ تو اصل میں ہے مسلم لیگ میں اس کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ (ج) میں ہے (ن) میں تو کبھی بیک وقت (ج) میں بھی ہوتے ہیں اور (ن) میں بھی تو انہوں نے وہاں جاکر اپنی تقریر شروع کی۔ تو وہاں جلسہ عام ہے سارے لوگ وہاں دیکھ رہے ہیں۔ تو سرور خان نے کہا یہ وہ پارک ہے یہ وہ تاریخی گراؤنڈ ہے جہاں

پر ذوالفقار علی بھٹو کا آخری جلسہ ہوا۔ (قہقہے اور شور)

جناب اسپیکر : بابت صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہمان حضرات جو گیلری میں ہیں۔

They are supposed to keep silence.

ملک محمد سرور خان کاکڑ : جناب اسپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں انہوں نے میرے بارے میں باتیں کی ہیں۔ لٰہذا میرا حق ہے میں اس پوزیشن کو کلیئر کرلوں۔ عرض یہ ہے کہ ہمارے دوست عبید اللہ بابت صاحب چونکہ آج کل پرمٹ خواہ عوامی پارٹی کے لیڈر ہیں اور ان کو حال ہی میں دس لاکھ ٹن گندم کا پرمٹ ملا ہے۔ لٰہذا یہ بڑی خوش ہیں یہ بھی ایک جیالا ہے اور ہمارے ساتھ اب یہ انشاء اللہ پیپلزپارٹی میں کام کریں گے۔ کیونکہ انہوں نے بہت......

جناب اسپیکر : یہ الزامات کی جنگ ہے اسمبلی سے باہر کریں شکریہ تشریف رکھیں۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ کوئی اور معزز رکن جو تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب محمد اسلم بلیدی صاحب (وزیر) : جناب معزز اراکین حزب اختلاف اور ٹریژری بنچز دوستوں نے مجھ سے پہلے کافی بہتر اس پر بحث کی اور میں بھی چاہتا ہوں کہ اس عظیم سانحہ پر اپنی پارٹی اور اپنی طرف سے اظہار خیال کروں۔ اظہار افسوس کرو۔ جناب اسپیکر اگر آپ بلوچ قوم کی تاریخ دیکھیں۔ تو سانحہ آواران ہمارے لئے کوئی انوکھی چیز نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب اس قوم نے اپنے حقوق کی بات کی تو اس ملک کے حکمرانوں نے حکمران کے قاتل حصوں نے ہمیشہ ان باتوں کا جواب گولیوں سے دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سلسلے کی ایک کڑی ہے یہ بھی ہوا ہے اور آگے بھی ہوتا جائے گا۔ جناب اسپیکر لفظ کیبنٹ ٹرم آف کیبنٹ حکومت کو عموماً" سمجھا جاتا ہے لیکن اس ملک میں اور اس صوبے میں خصوصاً" بلوچستان میں یہ ٹرم الٹ ہے یہاں پر کیبنٹ اور کیبنٹ ممبر حکومت نہیں ہے بلکہ حکومت بیوروکریسی ہے یہ سب کچھ

بیورو کریسی کے ایما پر ہو رہا ہے اگر حکومت کیبنٹ ہوتی تو ہمارے کیبنٹ کے معزز وزراء صاحبان اس ایوان میں اتنے نہیں چلاتے۔ اتنے شور شرابے نہیں کرتے۔

جناب اسپیکر : بہت افسوس کی بات ہے۔

میر محمد اسلم بلیدی (وزیر) : بات تو ایک قاتل ڈی سی کو سزا جزا دینی کی تھی ان کے اس منحوس عمل پر سزا جزا دینا تھا۔ لیکن ہمارے دوست سارے بے بس ہیں۔ جیسا میں چلا رہا ہوں اور سارے ہمارے دوست اس مسئلے پر چلائیں۔ بہت گلے شکوے کئے اور اس طاقت وار بیورو کریسی کے سامنے سے ہمارے سارے دوست ہماری ساری کیبنٹ کے وزراء بشمول میرے سب بس ہیں۔ ان کا کوئی سنتا ہی نہیں ہے کیونکہ اس ملک میں بیورو کریسی کی حکمرانی رہی ہے۔ اور ایک ڈی سی کا مسئلہ اگر ان کے پاس انصاف ہوتا تو وہ سب کچھ ہی کرسکتے تھے۔ لیکن اس مسئلہ اس کو اپنی انا کا مسئلہ سمجھا گیا۔ اگر بلوچوں کے قاتل ڈی سی کو وہاں سے تبدیل کریں تو ہماری بات کوئی سنے گا بھی نہیں۔ ہماری اہمیت کم ہو جائے گی عوامی نمائندوں کی اہمیت بڑھ جائے گی۔ یہی اپنی انا کو سب کچھ سمجھ کر آج ہمیں چلانے پر مجبور کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر : میری ہمدردی آپ کے ساتھ ہے۔

میر محمد اسلم بلیدی (وزیر) : شکریہ جناب اسپیکر میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچانک واقعہ نہیں تھا جو اچانک رونما ہوا ہو۔ بلکہ یہ ایک پری پلاننگ کے تحت کیا گیا تاکہ بلوچ عوام کا قتل کر کے یہ باور کرائیں کہ آپ طاقتور نہیں ہیں طاقتور یہاں کی بیورو کریسی ہے یہ سب کچھ پری پلاننگ کے تحت کیا گیا تاکہ ہمارے خلاف کوئی بولنے والا نہیں ہو۔ اگر عوام ہمارے خلاف بولتے ہیں تو ہم عوام کو گولیوں کا تحفہ دیتے ہیں انہیں لاشوں کا تحفہ دیتے ہیں یہ سب کچھ بلوچ عوام کو ڈرانے کے لئے۔ بلوچ عوام کو ڈرپوک بنانے کے لئے پری پلاننگ کے تحت اور وہ بیورو کریسی کی پری پلاننگ کے تحت کیا گیا ہے۔ لہٰذا میں اس ایوان کے توسط سے حکومتی اراکین اور تمام عوامی نمائندوں

سے گزارش کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور نہ کریں۔ وہ اپنے آپ میں Courage پیدا کریں۔ جہاں تک بات استعفیٰ کی ہے تو استعفیٰ دینے کے لئے سب تیار ہیں پھر آپ پہل کریں ہم بھی دیں گے لیکن جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور بڑے بڑے بیورو کریسی صاحب بیٹھے ہیں۔ وہ بھی اس مسئلے پر توجہ دیں اور شہداء کے لواحقین کو معاوضہ دیں اور زخمیوں کے علاج معالجہ کا خرچہ برداشت کریں۔ مہربانی جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر : اسلم خان آپ سرور خان کاکڑ سے ٹیوشن لیں وہ آپ کو صحیح بتائے گا۔

میر محمد اسلم بلیدی : جناب وہ تو بھاگ کر چلے گئے یہاں سے

سردار محمد اختر مینگل : جناب اسپیکر اگر اجازت ہو ویسے بھی خاموشی ہیں اس سے رونق آجائے گی۔ جناب اسپیکر اگر اجازت ہو۔

جناب اسپیکر : بولیئے

سردار محمد اختر مینگل : ویسے ہی خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اسمبلی میں بند بند ہو کے جن بھوت آجائیں گے۔ کچھ رونق ہوگئی ہے آج کے اس ماحول سے اب اجازت دیں جناب اسپیکر کی صوابدید پر؟

جناب اسپیکر : جی مختصراً بولیں۔

سردار اختر مینگل : بہت مختصر بولوں گا جناب اسپیکر کچھ نکات ہیں ان کی میں وضاحت کرنا چاہوں گا جناب اسپیکر بحث آج ہو رہی تھی سانحہ آواران کے سلسلے میں مگر کچھ دوست جو ہیں ان کو پشین لے گئے ہیں کچھ لوگ ان کو ژوب سے افغانستان کے بارڈر تک گندم بھی اٹھا کر لے گئے ہیں جناب اسپیکر حالانکہ مسئلہ سانحہ آواران کا اہم نوعیت کا تھا۔ یہ کہا جا رہا ہے جعفر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو سیاسی رنگ دینا چاہتے ہیں خاص کر ہماری پارٹی پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے۔ ان سے یہ سوال کروں گا

جس وقت Surrey سرے کے محل کا جواب rilla پرائم منسٹر پر الزام لگایا جارہا ہے۔ اس کا ذکر ہو رہا ہے وہ اس کو سیاسی رنگ نہیں دے رہے تھے۔ اسلام آباد میں جماعت اسلامی کے جلوس پر جو فائرنگ ہوئی کیا نواز شریف کے چاچا کے لڑکے تھے جو وہ جا کے ان کے لئے تعزیت اور ان کے لئے جلسے اور جلوس کر رہا تھا۔ اس کو سیاسی رنگ نہیں دیا جارہا تھا۔ یہ واقعہ اپنی جگہ پر رونما ہوا تھا سب اس کے لئے افسوس کر رہے ہیں مگر میں حیران ہوا اپوزیشن والے تو بیورو کریسی کو ہم طعنہ دے رہی ہے بیورو کریسی کو ملامت کر رہے ہیں حکومت میں بیٹھے ہوئے بھی بیورو کریسی کو ملامت کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو بے بس کہہ رہے ہیں تو میں حیران ہوں کہ وہ اتنی بے بسی کے باوجود جس میں اس حکومت نے بیورو کریسی اتنی با اختیار ہے وہ بیٹھ کے کیوں کیا تماش بین بنے بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو گئے تھے وہاں پر عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے عوام کے حقوق کی نگہبانی کرنے کے لئے عوام کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں وہ ان زیادتیوں کا ازالہ کرنے کے لئے آج وہ سب کچھ کہہ رہے ہیں کہ ہم کچھ نہیں ہیں بیوروکریسی۔ تو وہ کٹ پتھلیاں بن کر آج بھی کابینہ میں کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سوال میرا ان دوستوں کی طرف جا رہا ہے کیا استعفیٰ نہیں دے سکتے وہ اتنے بے بس ہیں سیٹیں کافی خالی ہیں ہم ان کو ہربار دعوت دے رہے ہیں۔ بیورو کریسی کو تو ہم طعنہ دے رہے ہیں وہ تو کم از کم بیورو کریسی کو طعنہ نہ دیں۔ کہ وہ بیورو کریسی کو اپنی تقریر میں صاحب کا لقب بھی دے رہے ہیں۔ جس بیور کریسی کو صاحب کا لقب دیا تو وہ اس سے بھی زیادہ ظلم و زیادتی کریں گے جناب اسپیکر زمین کا مسئلہ کہہ رہا تھا کہ سلیکٹ کی گئی تھی اور ہم نے کسی ممبر پر الزام لگایا ہے بلکہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ زمین پبلک ہیلتھ والوں نے سلیکٹ کی تھی جہاں تک محمد حسن کا تعلق ہے وہ خود ٹھیکیدار نہیں ہے آپ کے نالج میں ہو۔ اس کا بھائی زاہد نام کا ہے۔ وہ آپ کے ہمسایہ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ آپ کو صحیح طرح انہوں نے نہیں پڑھایا آپ بولے جا رہے ہیں جس طرح بجٹ میں بیت الخلاء

لائے آپ نے.....

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) : جناب اس سے نہیں میں نے ایکسین X.E.N سے بھی پوچھا ہے۔ حقیقتاً" ایکسین میرے دفتر آیا تھا میں نے اس سے پوچھا ہے انہوں نے کہا کہ ٹھیکیدار خود ہی اس مظاہرے میں شامل تھا۔

سردار محمد اختر مینگل : جنابا سپیکر صاحب ہمارے وزیر خزانہ صاحب کی عادت یہی ہے وہ جب اس کے ٹیبل پر کچھ کاغذ لایا جاتا ہے اس کو پڑھ کے سناتا ہے۔ آج بھی اس کے برابر میں بیٹھے ہوئے ممبر نے اس کو جو لکھ کے دیا ہے وہ اس نے پڑھ کے سنایا ہے جس طرح کہ بیت الخلائی بجٹ اس نے پیش کیا تھا۔ جناب اسپیکر جس طرح سرور خان کہہ رہے تھے کہ یہ مسئلہ وہ میرے خیال میں اب زیر بحث ہے ہی نہیں رولز 37 کا جو حوالہ دے رہے ہیں ہم اس ٹربیونل پر بحث نہیں کر رہے تھے ہم اس کے طریقہ کار پر بحث کر رہے ہیں جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ قاتل کو آپ نے انصاف کا قلم ہاتھ میں دے کر ہم اس کو کہیں گے کہ آپ انصاف کریں۔ یہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ اس دنیا میں جو شخص رنگے ہاتھوں جس کے کپڑے اس مقتول کے خون سے رنگے ہوئے ہوں وہ بھی اپنے آپ کو قاتل نہیں کہتا اور یہاں پر اس شخص پر جس پر قتل کا الزام ہے اس کے ہاتھ میں وہ قلم دیا جائے کہ آپ انصاف کریں تو میرے خیال میں وہ انصاف خود ایک ڈھونگ ہوگا۔ بمعہ ڈپٹی کمشنر تمام عملہ کو اس میں کمشنر، اسسٹنٹ کمشنر، تحصیلدار اور لیویز کا وہ عملہ جو اس میں ملوث ہے ان کو معطل کیا جائے پھر ہم سمجھیں گے۔ کہ یہ انکوائری جو کنڈکٹ کی جا رہی ہے وہ حق اور انصاف پر کنڈکٹ کی جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر

جناب اسپیکر : شکریہ کوئی اور معزز رکن؟ نواب صاحب آپ بولیں گے؟ میر گزین خان مری صاحب، وزیر داخلہ

میر گزین خان مری (وزیر داخلہ) : جناب اسپیکر صاحب کافی ساتھیوں

نے روشنی ڈالی سب سے پہلے تو میں افسوس کروں گا بھائیوں کا جو مارے گئے۔ اختر صاحب نے اس کو کافی سنسنی خیز انداز میں پیش کیا۔ لوگوں کے اسٹیمنٹس اور جذبات کو اٹھانے کے لئے اس کو بھی ایک سلوگن بنایا۔ ٹھیک ہے ایسے واقعات ہوتے ہیں ہر جگہ میں آپ بولے ہم نے کوئی انٹرفیئر نہیں کیا۔ اس مسئلے پر بار بار گورنمنٹ پر سارا الزام لا رہے ہیں۔ اگر گورنمنٹ جانبدار ہوتی تو کبھی بھی ہائی کورٹ کے جج حوالے یہ فیصلہ نہیں دیتی۔ اب جو آپ یہ تجویزیں پیش کر رہے ہیں کہ جی ڈپٹی کمشنر کو ہٹایا جائے کس کو لگایا جائے۔ جب جج کے حوالے کر دیا سارا کیس اب جج کی مرضی ہے کہ وہ ہمیں مشورہ دے کہ اس کو ہٹائیں یا رکھیں جج کے کسی مسئلے پر اگر ہم نے عمل نہیں کیا وہ بھی آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم جانبدار ہیں اس کیس میں باقی اصل میں مسئلہ تھا آوار ان کی بنیاد پر کوئی نہیں جا رہا ہے۔ مسئلہ شروع کہا سے ہوا۔ زمین کے سائٹ سے اب زمین کے سائٹ پر جا کے انکوائری کرے جج ہمارے ہاتھ سے تو مسئلہ باہر ہے۔ کہ اس میں کس کے کیا Vested Interest ہے ماسٹر محمد حسن کے ہیں۔ ڈی سی کے کوئی Vested Interest ہیں اب ایک چیز کو جو بنیاد سے نہیں دیکھ رہے ہیں ہوا کے ساتھ لڑ رہے ہیں اس کا تو کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ عوام کو آپ نے کافی اکسایا ہے اس کے سینٹی مینٹ سے کھیلے۔ بک لیٹس چھاپے۔ کافی آپ کے لئے آپ کا امیج پروجیکشن بھی ہوا۔ میں نے تو بیوروکریسی کا ذکر ہی نہیں کیا بیوروکریٹ تو اس کا فیصلہ بھی نہیں کر رہے ہیں فیصلہ ہائی کورٹ کے جج ..... جب تک فیصلہ ..... ہاں فیصلہ میں آپ کو اعتراض ہو ...... فیصلہ آئے سامنے کہ جی ہاں جج نے جانبداری کا مظاہرہ کیا یہ جج کا فیصلہ جانبدار ہے۔ پھر آپ اس پر بیٹھ کے بحث کریں۔ اب ایک چیز پکا ہی نہیں ہے آپ اس پر بحث کر رہے ہیں کوئی اس کو رجکٹ کر رہا ہے کوئی اس کو ایکسپٹ کر رہا ہے۔ کوئی ڈی سی کی وکالت کر رہا ہے کوئی انتظامیہ کی وکالت کر رہا ہے کوئی عوام کی وکالت کر رہا ہے سب کو چھوڑیں جج اپنا فیصلہ دینے کے بعد پھر ہم بیٹھ کر اس پر بات کریں گے۔

جناب اسپیکر : شکریہ نواب ذوالفقار علی مگسی صاحب

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : شکریہ جناب اسپیکر آواران کے issue پر کافی ممبر صاحبان نے آج بحث کی۔ ٹریژری کی بینچز کی طرف سے جے ڈبلیو کی طرف سے اور ہمارے اپوزیشن بینچز کی طرف سے کافی لمبی چوڑی آج تقریریں ہوئی ہیں اس اشو پر اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت ایک افسوسناک واقعہ درپیش آیا اور مجھے افسوس ہے کہ ہماری حکومت کی موجودگی میں ایسے واقعات ہوئے ہیں جس کے ہم اپنے کو اس قوم کے سامنے ذمہ دار سمجھتے ہیں یہ کہنا کہ ایک ڈی سی کی ذمہ داری۔ ایک اے سی کی یا لیویز کے سپاہی کی اس کی ذمہ داری نہیں ہوتی ہے یہ حقیقت ہے کہ جو حکومت بر سر اقتدار ہوتی ہے یہ ذمہ داری ہمیشہ اسی کی ہوتی ہے اور میں بحیثیت لیڈر آف دی ہاؤس کے یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں کہ ایسا واقعہ پیش آیا اور اس کے ذمہ دار ہم ہیں یہ نہیں کہ آج ڈی سی کو معطل کردو۔ آج اے سی کو کردو کسی تحصیلدار کو کردو نہیں یہ ذمہ داری ہماری بنتی ہے کہ ہمارے ہوتے ہوئے ایسے واقعات ہوں۔ ایک حکومت کے اوپر حکومت کی ایک ذمہ داری ہوتی ہے کہ ایسے مسئلوں کو Tachle seriously کریں۔ البتہ بڑا افسوس ہے کہ یہ واقعہ درپیش آیا آواران میں۔ میں اس کے حقائق کے پیچھے نہیں جانا چاہوں گا اس وقت کیونکہ اس کی انکوائری یہ نوٹیفکیشن 25 جولائی کو ہوم ڈیپارٹمنٹ نے اشو کیا ہے اور اس کی انکوائری ہائی کورٹ کے جج جناب افتخار چوہدری کے حوالے کی گئی ہے اور جب تک اس پر فیصلہ نہیں ہوتا اس کے اوپر بحث کرنا میرے خیال میں مناسب ہی نہیں لگتا ہے۔ ہم بیٹھ کے ایک انکوائری کورٹ نہیں ہے۔ ایک عدالت نہیں ہے جس کے اوپر ہم بیٹھ کے فیصلے کر رہے ہیں کہ اس کو یہ سزا دی جائے اس کو وہ کی جائے۔ جب وہاں سے اس کے حقائق سامنے آجائیں گے اور جو رپورٹ اس ٹریبونل کی آئے گی اسی کے مطابق جو قصوروار ہوگا اس کو اسی کے مطابق سزا ضرور ملے گی۔ ایک تجویز یہاں پر آئی تھی کہ ہمارے جو

وہاں پر ڈی سی صاحب ابھی تک موجود اور وہ اس انکوائری پر شاید اثر انداز ہو یہ تجویز بری نہیں ہے اس لئے کہ لوگوں کے شاید دل میں یہ شک ہو کہ ڈی سی کی موجودگی میں اگر انکوائری ہو رہی ہے وہ اس شاید انکوائری پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ تو ڈی سی کو ہم فوری طور پر ادھر سے ٹرانسفر کر دیں گے اور جب تک یہ رپورٹ نہیں آتی ہے دس دن لگتے ہیں پندرہ دن لگتے ہیں اور جو بھی اس واقعے میں قصوروار ٹھہرایا جائے گا اس کو انشاء اللہ قانون کے مطابق سزا ضرور ملے گی۔ شکریہ جناب اسپیکر

جناب اسپیکر : شکریہ مشترکہ کہ قرارداد نمبر 18 کوئی ایک معزز رکن پیش کرے۔ سردار ثناء اللہ زہری صاحب۔

سردار ثناء اللہ زہری (وزیر) : مشترکہ قرارداد نمبر18 یہ ایوان مورخہ 12 جولائی 1996ء کو ضلعی ہیڈ کوارٹر آواران میں پرامن احتجاجی مظاہرے پر ہونے والے سانحہ کی پرزور مذمت کرتا ہے جس میں مقامی انتظامیہ کی جانب سے مظاہرے پر بلاجواز اندھا دھن فائرنگ کے نتیجے میں دس بے گناہ افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔

لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے مزید مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سانحہ کی فوری غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائے اور اس ناخوشگوار واقعے میں ملوث انتظامیہ کے ذمہ دار افراد کو فوری طور پر معطل کر کے قرارواقعی سزا دی جائے۔

جناب اسپیکر : قرارداد نمبر18 ایوان میں پیش ہوئی۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : جناب اسپیکر With Ammendment اس کو Accept کر لیتے ہیں۔ سیکنڈ پورشن Portion Second اس کا ہے کہ "معطل کیا جائے" اس کو نکال دیا جائے۔ "ٹرانسفر کیا جائے" اس کو کر دیں۔ جب تک انکوائری رپورٹ آجائے اس کے بعد سزا دی جائے گی۔

جناب اسپیکر : سوال یہ ہے کہ جو ترمیم قرارداد میں پیش کر دی گئی ہے "معطل

" کی بجائے لفظ "ٹرانسفر" کو منظور کیا جائے؟

سردار محمد اختر مینگل : جناب اسپیکر اگر ...... کیونکہ کمشنر کا جو اسٹیٹمنٹ Statement ہے وہ بھی جانبدار ہے۔ کمشنر نے جو اسٹیٹمنٹ دیا ہے ایف آئی آر میں اس کی الگ رپورٹ ہے اور جو اسٹیٹمنٹ اس نے دیا ہے کہ پاکستان کا جھنڈا جلایا گیا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اس میں خود فریق بنا ہوا ہے۔ بمعہ کمشنر جو بھی عملہ لیویز کا عملہ بھی ہے ان کو اس کے ساتھ ٹرانسفر کیا جائے اس ترمیم کے ساتھ ہم اس کو منظور کرتے ہیں۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) : جناب اسپیکر جہاں تک کمشنر کا تعلق ہے وہ اس واقعے کے وقت موجود ہی نہیں تھا وہاں پر اب کل آپ یہ کہیں کہ جی یہاں سے ایک ممبر بھی مجید بزنجو صاحب بھی اس واقعے میں ملوث تھے۔ وہ یہاں کوئٹہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایسے ترمیم کا ذکر جو....

سردار محمد اختر مینگل : وہ موجود نہیں تھا تو ایک ذمہ دار شخص کو اسٹیٹمنٹ دینا بھی ضروری نہیں تھا۔ اس غیر ذمہ دارانہ رویہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے پاکستان کے جھنڈے کا سہارا لیتے ہوئے پورے کیس کو کور کرنے کی کوشش کی جناب اسپیکر

جناب اسپیکر : یہ ترمیم پیش کرتے ہیں۔ کہ قرارداد میں لفظ "معطل" کی جگہ لفظ "ٹرانسفر" سوال یہ ہے کہ آیا ترمیم کو منظور کیا جائے؟

جناب اسپیکر : ترمیم منظور ہوئی قرار داد ترمیم کے ساتھ منظور ہوئی۔ چونکہ قرار داد کی منظوری پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ اب سیکریٹری اسمبلی اسپیکر کا حکم پڑھ کر سنائیں گے۔

Mr. Akhtar Hussain
Secretary Assembly

"ORDER"

In exercise of the powers conferred on me by clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Waheed Baloch, Speaker, Provincial Assembly of Balochistan, hereby prorogue the Provincial Assembly of Balochistan on Monday the 5th August, 1996, with immediate effect.

WAHEED BALOCH
Speaker,
Provincial Assembly of Balochistan.

Quetta, the
5th August, 1996.

(دوپہر ایک بجکر پچاس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی ہوگیا)